ماسٹر یعقوب خاں صاحب کے نوٹس کا جواب

ایڈیٹر و پرنٹر "الفضل" کی طرف سے

چوہدری بشیر احمد صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے ایڈیٹر و پرنٹر الفضل کی طرف سے حسب ذیل جواب ماسٹر یعقوب خاں صاحب کو ان کے وکیل کی معرفت بھیجا۔

بنام شیخ محمد دین جان صاحب بی اے۔ایل۔ایل۔بی ایڈوکیٹ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ جناب من۔ میرے مؤکل منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر اور بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر الفضل نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کہ آپ کے خط نمبر ۳۲ مورخہ ۱۱ اگست ۲۸ء کا حسب ذیل جواب دوں وہ آرٹیکل جس کا آپ نے اپنی چٹھی میں ذکر کیا ہے۔ "الفضل" میں پبلک مفاد کی خاطر محض نیک نیتی سے درج کیا گیا تھا چونکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک ایسی جماعت ہے۔ جو قوم کا روپیہ جو چندہ کے ذریعہ سے وہ قوم سے حاصل کرتی ہے۔ بطور امین کے خرچ کرتی ہے اس لئے ہر وہ چیز جو ان طریقوں پر روشنی ڈالے۔ جو ان چندوں کے خرچ کرنے کے متعلق اختیار کئے جاتے ہیں۔ پبلک مفاد کی بات ہے۔ تاہم اگر آپ یا آپ کا مؤکل مجھے یا میرے مؤکل کو اس خاص بات سے اطلاع دیں گے۔ جس کے صحیح ہونے کے متعلق آپ کے مؤکل کو اعتراض ہے۔ اور صحیح صورت حالات سے بھی مطلع کریں گے۔ تو میرے مؤکل خوشی سے اس تصحیح کو بھی شائع کر دیں گے۔

(دستخط) چوہدری بشیر احمد۔ بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور

آج (۱۹ ستمبر) مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بھی پچاس ہزار کا نوٹس ایڈیٹر الفضل کے نام موصول ہوا۔

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت کل (۱۷ ستمبر) سے ناساز ہے۔ کل شام حرارت ہوگئی۔ آج بھی سر درد کی سخت تکلیف ہے۔ احباب حضورؓ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں

مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال ایک ہفتہ کی رخصت پر لکھنؤ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی جگہ مرزا محمد شفیع صاحب آڈیٹر کام کر رہے ہیں

مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور عامہ ایک ہفتہ کی رخصت پر ہیں۔ مولوی فضل الدین صاحب وکیل ان کی جگہ ناظر امور عامہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب ملٹری کام کے لئے انبالہ تشریف لے گئے ہیں۔

انجمن اشاعت اسلام لاہور کی منتظمہ کمیٹی کا اعلان

مُدعی سُست گواہ چست

(انجمن کے ایک ممبر کے قلم سے)

آج "پیغام صلح" مورخہ ۸ ستمبر میں نے پڑھا۔ مجھے اس کے پڑھنے سے کچھ تو ہنسی آئی۔ اور بعد میں بہت رنجیدہ دل بھی ہوا۔ ہنسی تو اس وجہ سے آئی۔ کہ میری توقع کے مطابق منتظمہ کمیٹی کے ممبروں نے سخت بوداپن دکھایا ہے۔ رنجیدہ دل اس لئے ہوا۔ کہ ان احمدیہ جماعت کے لیڈروں نے اپنی نادانی کا پکا ثبوت دے دیا۔

ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے بھی اپنے ستر روپے ماہوار کا پورا حق ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ممبران لاہور کی پاکیزگی پر حضرت مسیح موعود کے الہام نے شہادت دی۔ مگر ان کو جوش مضمون نگاری میں یہ یاد نہ رہا۔ کہ جس وقت یہ الہام نازل ہوا تھا۔ اس وقت نہ تو مولوی محمد علی صاحب۔ نہ چودھری ظہور احمد صاحب۔ نہ محمد یعقوب خانصاحب۔ نہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب اور نہ ہی مولوی صدرالدین صاحب "پاک ممبران لاہور" کے زمرے میں تھے۔ کیونکہ وہ سب اس وقت لاہور کی احمدی جماعت کے ممبر نہ تھے۔

سبحان اللہ مضمون کے عنوان میں خوبی ایک نقطہ ایسی جگہ واقع ہوگیا ہے جس سے پاکیزگی ممبران لاہور کا صفایا ہوگیا ہے ایڈیٹر صاحب نے دبے الفاظ میں لائبل کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ آؤ۔ مرد میدان بنو۔ ان تمام غیر احمدی اخبارات مثلاً "الخلیل" وغیرہ پر جن میں یہی مضمون چھپ کر ہندوستان کے گوشے گوشے میں جا پہنچا ہے۔ ان سب پر لائیبل کے مقدمات دائر کرو۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ واقعات پر مبنی ہے۔ اور میں انجمن ہی کے ریزولیوشنوں سے ثابت کرونگا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔ آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

میرے پاس انجمن کی چودہ سال کی تاریک تاریخ کے صفحات موجود ہیں۔ ابھی تو تمہید ہی شروع کی تھی۔ کہ "پاک ممبران" نے ہتھیار ڈال دئے۔ اور بے ہودہ اعلان سے اپنے حضرت امیر قوم کو بچانے کی لایعنی کوشش کی ہے۔

ایڈیٹر صاحب موصوف نے جوش میں آکر مضمون کی نوعیت کو چنداں اہمیت کے قابل ہی قرار نہیں دیا۔ تو پھر اعلان کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اور "پیغام صلح" جیسے عظیم الشان پرچے کو روکنے کی کیوں ضرورت پڑی۔ جیسا کہ پہلی ہی سطر میں خود ہی تحریر فرمادیا ہے۔

اب میں اصل اعلان کو لیتا ہوں۔ شروع سے لے کر آخر تک پڑھ جایئے۔ میرے ایک اعتراض کا جواب بھی موجود نہیں۔ آپ پر صاف ظاہر ہو جائیگا۔ کہ وہ جواب سے عاجز ہیں۔ ممبران نے دروغگوئی سے بھی کام لیا ہے۔ کیونکہ ان کے علم میں بہت سی باتیں ہیں۔ اس سے ان کی بھی ایمانداری کا پتہ لگتا ہے۔ قادیانیوں کی شرارت پر تو محض اس لئے زور دیا جارہا ہے۔ کہ قوم کو مشتعل کرکے صداقت سے دور رکھا جائے۔ اور اصل واقعات طشت از بام نہ ہوں۔

اعلان کا پہلا حصہ اعلان کنندگان کو اپنے منہ میاں مٹھو بننے کا مصداق ٹھیراتا ہے۔ دوسرے حصہ میں صاف ظاہر کردیا ہے کہ وہ میرے مطالبات کا جواب ہرگز نہ دینگے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ ایسے حالات میں ان کا طرز عمل ہمیشہ سے خاموشی ہے۔ تیسرے حصہ میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ میں انجمن کا ممبر نہیں۔ کیا میں یہ دریافت کرسکتا ہوں۔ کہ انجمن کے ممبر کی تعریف کیا ہے؟ میرے نزدیک تو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برحق مانتا ہو۔ اور انجمن کو چندہ دیتا ہو۔ وہ انجمن کا ممبر ہے مجھے پہلی بات کا فخر حاصل ہے۔ دوسری کا قصور وار ہوں۔ کیونکہ میں چندہ دیتا رہا ہوں۔ لیکن میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا اعلان کنندگان نے انجمن کی ممبری کا اجارہ لیا ہوا ہے۔ اعلان سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کے سوا کوئی اور ممبر ہی نہیں۔ چوتھا حصہ ایک بے ہودہ شہادت پر مشتمل ہے۔ جو کہ حلفی بھی نہیں۔ اور جس میں مولوی محمد علی صاحب کو بچانے کی بے سود کوشش کی گئی ہے۔ گویا معاملہ یوں ہے۔ کہ ایک شخص پر عدالت میں سنگین الزام لگتا ہے۔ اور اس کا وکیل خوب زور سے کہتا ہے۔ کہ میرا موکل بے گناہ ہے۔ اور ثبوت کچھ بھی نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں ملزم چونکہ جانتا ہے۔ کہ وہ گنہگار ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہے۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں۔ کہ یہ اعلان مولوی محمد علی صاحب کے تار پر چھپا۔

پانچویں حصہ میں پھر قومی شوریٰ پر زور دیا ہے۔ لیکن اس کی قلعی میں کھول چکا ہوں۔ انجمن کے مطبوعہ قواعد کو دیکھ لو پہلے ہی صفحے پر میری باتوں کا ثبوت مل جائیگا۔ آخر میں برادران اسلام کو متنبہ کیا گیا ہے۔ اور خود ستائی پر اعلان کو ختم کیا گیا ہے۔

مجھے اب صرف دو باتیں عرض کرنی ہیں۔ اول تو یہ کہ میرے صحیح اعتراضات کا اخبارات کے ذریعہ مدلل جواب پیش کیا جائے۔ لیکن میرا دعوےٰ ہے۔ کہ ایسا وہ ہرگز نہیں کرینگے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ حرف بحرف صحیح واقعات پر مبنی ہے۔ دوسرے تمام ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مودبانہ عرض ہے کہ وہ اپنے امیر قوم کو مجبور کریں۔ کہ وہ ان باتوں کا خود جواب دیں۔

مُسلمانانِ فلسطین کی علمی حالت

مسلمانان فلسطین کی اقتصادی حالت تو بہ نسبت دوسری ہمسایہ اقوام کے پہلے ہی گری ہوئی تھی۔ مگر اب بیکاری کے بڑھ جانے کی وجہ سے حالت اور بھی دگرگوں ہو رہی ہے۔ فقر ان پر مستولی ہے۔ جس کی وجہ سے بعض عیسائی بھی ہو رہے ہیں۔ چند روز ہوئے۔ ایک مسلمان نوجوان صرف اپنے گاؤں تک پہنچنے کے لئے کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے عیسائی ہونا چاہتا تھا۔ آخر میں نے اس کے لئے کرایہ کا انتظام کیا۔ اور اسے اس کے شہر کی طرف بھیجدیا۔ اخلاقی حالت بھی کوئی اچھی نہیں۔ کوئی عیب نہیں جو ان میں نہ پایا جاتا ہو۔ شرابیں مزے سے پیتے ہیں۔ بعض واقعات یہاں ایسے ہوئے ہیں۔ کہ ایک شخص بھوکا مر رہا ہے۔ اس کے بچے اور بیوی بھی بھوکے ہیں۔ ایک شخص انھیں کھانے کے لئے پیسے دیتا ہے باپ کھانا لینے جاتا ہے۔ مگر پھر واپس نہیں آتا۔ تلاش کرتے پر اسے ایک قہوہ خانہ میں شراب میں مست پایا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ ہر پہلو میں مسلمانوں کی حالت گری ہوئی ہے۔ قید خانہ عکہ میں تقریباً تین چار سو قیدی ہوں گے۔ جن میں سے چار پانچ مسیحی اور دس بیس یہودی اور باقی سب مسلمان ہیں۔ ہر رذیل بات میں انکا اول نمبر ہے۔ اور ہر اچھی بات میں وہ سب سے پیچھے۔ حال ہی میں حکومت فلسطین کی طرف سے فلسطین کی علمی حالت کے متعلق رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ مسلمان جو علوم کے دلدادہ و شیدا تھے۔ اور ایک جہان کے مدتوں استاد رہے جنھوں نے علم کے ذریعہ وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو بااخلاق انسان بنایا آج انکی علمی دنیا میں کیا حیثیت ہے۔ اگرچہ فلسطین کی اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے۔ تاہم علمی لحاظ سے وہی سب اقوام سے پیچھے ہیں۔ اب ہم رپورٹ اخبار سیاست مصریہ مورخہ ۱۸ اگست سے معہ تعداد مدارس اور جو انھیں حکومت کی طرف سے امداد ملتی ہے۔ نقل کرتے ہیں۔

مذہب	مدارس ابتدائیہ وثانویہ	ایڈ شلنگ	ایڈ پونڈ
مسلمان	۱۸	۱۶	۴۵۵
مسیحی	۶۸	۶	۱۳۱۰
یہود	۱۳	۱۲	۹۲۴

طلباء کی تعداد

مذہب	مدارس ابتدائیہ	مدارس ثانویہ	مجموعہ
مسلمان	۲۵۴۰	۹۰	۲۶۳۰
مسیحی	۵۳۷۹	۴۶۹	۵۸۴۸
یہود	۳۶۸۳	۳۷۶	۴۰۵۹

یہی وجہ ہے کہ دفاتر حکومت میں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اگر ایک مسلمان نوکری کے لئے درخواست کرتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں مسیحیوں اور یہودیوں کی طرف سے کئی درخواستیں پیش ہوتی ہیں۔ جو ان سے انگریزی زبان اور دیگر علوم میں بڑھکر ہوتے ہیں۔ مسلمان نوکری سے محروم رہ جاتا ہے اور مسیحی یا یہودی کامیاب ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کی تعلیمی کمزوری کی وجہ ایک حد تک مشائخ بھی ہیں۔ جو ابھی تک لوگوں کو سرکاری مدارس میں علوم جدیدہ پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے۔ تو وہ ایک حد تک ہیں بھی معذور۔ اس لئے کہ جو طالبعلم پانچویں جماعت تک بھی تعلیم پالیتا ہے۔ وہ پھر مشائخ کے جوئے کو اگر وہ ہزار کوشش بھی کریں اپنی گردن پر نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا انکی ہر چند یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ لوگ جاہل ہی رہیں۔ تا انکی سیادت میں فرق نہ آئے۔ خادم جلال الدین از حیفہ

157

دُنیا کا محسن

دوسرا ایڈیشن پہلے سے بھی شاندار چھپے گا

پہلا ایڈیشن پانچہزار چھپا تھا۔ جو پانچ دن کے اندر ہی فروخت ہو گیا۔ مگر ابھی آرڈر دھڑا دھڑ آ رہے ہیں۔ اس لئے جن دوستوں نے یہ بے مثال تقریر ابھی نہیں منگوائی۔ وہ فوراً اپنی اپنی فرمائشیں بھیجدیں۔ تاکہ دوسرے ایڈیشن کے چھپتے ہی انہیں بھیجدی جائے۔

منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

اولاد حاصل کرنیکی

حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کیلئے پریشان ہیں۔ اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نسل قائم رکھنے کی آپ کو سچی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ اشتہاری حکیموں کی نذر کر کے برباد نہ کریں۔ صرف

حب حمل

کا استعمال گھر میں شروع کرا دیں۔ جس کا پہلی دفعہ کا استعمال ہی انشاء اللہ آپ کو بامراد کر دیگا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں ؎ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"۔ قیمت حب حمل صرف پانچروپے (صہ) آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو کہ صیغہ راز میں رکھے جائیں گے۔

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

نہایت نیک مشورہ

بہت سے دوست اور وہ احباب جن کا روپیہ بغیر کسی فائدے کے بیکار پڑا رہتا ہے۔ مشورہ طلب کرتے رہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے روپے کو کسی محفوظ منافع والی تجارت میں کہاں اور کس طریقہ سے لگائیں۔ سو ان کو اور دوسرے احباب کو جو نیک مشورہ کے خواہاں ہیں۔ مژدہ ہے کہ ہمارے زیر انتظام بہت سے منفعت بخش تجارتی کاروبار سر انجام پا رہے ہیں۔ (اور بہت سے زیر نظر ہیں) جو بفضلہ تعالیٰ ہمارے سرمایہ کے لحاظ سے ہمیں بہت اعلیٰ منافع دے رہے ہیں۔ اگر مشترکہ سرمایہ سے ان ہمارے مجوزہ اور دیرینہ تجربہ شدہ تجارتی کاروبار کو وسیع کیا جائے تو یہ تجویز خدا کے فضل سے بہت فائدہ مند اور تھوڑے عرصہ میں ہی سرمایہ کو بڑھانے والی ثابت ہو گی۔ جو احباب اپنا سرمایہ (روپیہ) محفوظ اور زیادہ منافع والے کاروبار میں لگانا چاہیں۔ وہ ہم سے خط و کتابت کریں۔ ان کے سرمایہ کا تحفظ پورے طور پر شرعاً اور قانوناً کر دیا جائیگا۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران بٹالہ احمدیہ بلڈنگ (پنجاب)

حبّ اٹھرا

۱۔ جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں ۲۔ جن کے بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہوں۔ ۳۔ جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں ۴۔ جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ ۵۔ جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ عہ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت

مقوّی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

المشتہر:۔ نظام جان عبدالعدجان معین الصحت قادیان

موٹر کار کے بُوٹ

موٹر کار کا ٹائر ہزاروں میل چلنے کے بعد بھی نہیں گھستا۔ ان ٹائروں سے بنے بوٹ بنائے ہیں۔ آپ بھی ایک جوڑا نمونۃً منگوا کر دیکھئے نہایت خوبصورت اور مضبوط ہیں۔ ہر سائز کے فل بوٹ کی قیمت صہ بوٹ ہے فل سلیپر عہ اگر تلا یعنی سول گھس جائے۔ یا ٹوٹ جائے۔ تو قیمت واپس۔ نیز دہلی کے کامدار جوتے گوٹا وغیرہ بھی ایک آنہ فی روپیہ کمیشن لیکر روانہ کرینگے تبلیغ کے واسطے ہم سے لٹریچر مفت منگاؤ۔

المشتہر:۔ منیجر رسالہ دستکاری چاندنی چوک دہلی

نوایجاد مشین سیویاں

واضح ہو کہ یہ کارخانہ مبایعین خلافت ثانی احمدیوں کا ہے

(۱) مشین پیتل معہ چھلنی ۲ عدد سوراخ ۷،۲ قیمت ۱۲ عہ آر

(۲) " لوہا " وچابی " ۱۲ للعہ آر

(۳) " " " " " " ۶ گ

نورالدین جدید کارخانہ نوایجاد مشین سیویاں محلہ دارالعلوم قادیان

وصیت نمبر ۲۸۹۹

میں سید معراج الدین ولد سید شمس الدین ساکن حال نیروبی کینیا کالونی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گزارہ میری تنخواہ اور پنشن پر ہے۔ جو مبلغ ۳۰۰ شلنگ ماہوار ہے میں تازیست اپنی تنخواہ اور پنشن کا جو بھی ہوا کرے گی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ یکم اگست ۱۹۲۸ء سے اس پر عمل درآمد ہو گا۔

۲۳ جولائی ۱۹۲۸ء

العبد:۔ سید معراج الدین احمدی موصی بقلم خود

گواہ شد:۔ عمرالدین بقلم خود نیروبی کینیا کالونی

گواہ شد:۔ عبدالعزیز بی۔ اے بی ٹی گورنمنٹ سکول نیروبی ۲۳/۷/۲۸

ہندوستان کی خبریں

——— لاہور۔ ۱۳؍ستمبر۔ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے حسب ذیل اعلان جاری کیا ہے:۔ خبردار تھانہ میں رپورٹ درج کرانے کے لئے کوئی فیس یا نذرانہ یا پیسہ پولیس کے کسی ملازم کو مت دو اگر پولیس کا کوئی ملازم فیس یا نذرانہ یا پیسہ طلب کرے تو اس کی شکایت صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس ضلع کے پاس کرو تاکہ پولیس کے اس ملازم کو سزا دی جائے۔ پولیس کے ملازم تمام رعایا (خواہ امیر خواہ غریب) کے خدمت گذار ہیں۔ اور ان کو حکم ہے کہ وہ کسی سرکاری کام کے معاوضہ میں کوئی پیسہ وغیرہ کسی سے نہ طلب کریں۔

——— شملہ۔ ۱۲؍ستمبر۔ کونسل آف سٹیٹ کے صدر نے سر محمد حبیب اللہ کی یہ تحریک منظور کرلی ہے۔ کہ ۲۲ جولائی کی قرارداد کے مطابق کونسل کو صدر کی ہدایات کے ماتحت مرکزی سائمن کمیٹی کے لئے کونسل کے تین ممبروں کے انتخاب کی کارروائی عمل میں لائی جائے؛

——— دہلی۔ ۱۳؍ستمبر سپیشل مجسٹریٹ نے ہنگامہ سوختہ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ ۴۲ ہندو بلوائیوں کو اٹھارہ اٹھارہ ماہ قید کی سزا۔ آٹھ کو چھ چھ ماہ قید سخت اور آٹھ کو عدالت برخواست ہونے تک بیٹھے رہنے کی سزا دی گئی ہے۔ ان لوگوں کے خلاف عید اضحی کے دن موضع سوختہ پر چڑھائی کرنے اور ذبیحہ بقر کے وقت ہڑبونگ مچانے کے الزام میں تعزیرات ہند کی مختلف دفعات کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا تھا؛

——— حیدرآباد دکن سے خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ نظام حیدرآباد نے جامع مسجد دہلی کی مرمت وغیرہ کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ اور مہاراجہ سرکشن پرشاد صاحب مدارالمہام ریاست نے ۱۰ ہزار روپیہ دیا ہے؛

——— احمد آباد۔ ۱۴؍ستمبر۔ صوبہ گجرات کی کانگریس کمیٹی کا خزانچی کانشی ۶۰ ۵ ۳ ۳ روپے کے غبن کے الزام میں سپرد عدالت ہوا تھا۔ سٹی مجسٹریٹ صاحب نے اسے مجرم پاکر اڑھائی سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی؛

——— چٹاگانگ۔ ۱۳؍ستمبر۔ ہز ایکسیلینسی لارڈ اردن ۷؍جنوری کو چٹاگانگ جائیں گے۔ لارڈ کرزن ۱۹۰۴ء میں یہاں آئے تھے۔ یہاں اس کے بعد آج تک کوئی وائسرائے نہیں آیا۔ آئندہ ماہ دسمبر میں آپ سلچر میں تشریف لے جائیں گے۔

——— پشاور۔ ۱۲؍ستمبر اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ امیر حبیب اللہ خاں مرحوم ومغفور کے پیر حضرت صاحب چہار باغ چند مریدوں کے ساتھ پاراچنار کے متصل بدیں وجہ گرفتار کرلئے گئے ہیں۔ کہ آپ بادشاہ امان اللہ خاں کی ان اصلاحات کے نفاذ کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو انہوں نے پردہ کی منسوخی اور جبری تعلیم نسواں کے متعلق جاری کی ہیں۔ چونکہ آپ کو افغانستان میں بے انتہا رسوخ حاصل ہے۔ اس لئے ایک مسلح گارد کی حراست میں آپ کو کابل بھجوا دیا گیا ہے؛

——— شملہ۔ ۱۴؍ستمبر۔ مالی سال مختتمہ مارچ ۱۹۲۵ء ہندوستانی ریلوں کے لئے از حد نفع بخش ثابت ہوا ہے۔ ریلوے بورڈ کے ابتدائی اعداد و شمار کے خلاصہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان ریلوں کو جن کی مالک سرکار ہے۔ اور جو ہندوستانی ریلوں کی مجموعی لمبائی کا ۳/۴ ہے۔ گذشتہ سال کی نسبت ایک ارب چار کروڑ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔ خالص آمد اس سال ۳۹ کروڑ ہے۔ حالانکہ پچھلے سال ۱۴ ۳/۴ کروڑ تھی؛

——— علیگڈھ۔ ۱۴؍ستمبر۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس آئندہ بڑے دنوں کی تعطیلوں میں بمقام اجمیر منعقد ہوگا؛

——— شملہ۔ ۱۳؍ستمبر۔ حکومت کی توجہ اس بیان کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ جو اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے مرکزی مجلس وضع آئین و قوانین کے صدر کے خلاف اخبارات میں پروپیگنڈا شروع کیا ہے۔ یہ افواہ بے سروپا ہے۔ اس کی کچھ بنیاد نہیں؛

——— نیو انڈیا کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر شاہ نواز ممبر لیجسلیٹو اسمبلی جو سر محمد شفیع کے داماد ہیں۔ اغلباً مدراس ہائیکورٹ کے جج بنائے جانے والے ہیں؛

——— کلکتہ۔ ۱۴؍ستمبر۔ کلکتہ پورٹ ٹرسٹ کے لئے گورنمنٹ نے اس سال کے پروگرام کی تکمیل کی خاطر ۱۵۰ لاکھ روپے کا قرضہ منظور کر لیا ہے؛

——— کلکتہ۔ ۱۲؍ستمبر۔ اس سوال پر کہ آیا اسلامی شریعت داڑھی رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ یا نہیں۔ کلکتہ کے مدرسہ عالیہ کے طلباء میں سخت فساد ہوگیا۔ ان طلبہ نے جو کہ یہ تسلیم کرتے تھے۔ کہ شریعت ڈاڑھی منڈوانے کی اجازت دیتی ہے۔ دوسرے طلباء پر جن کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ مسلمانوں کے لئے ڈاڑھی منڈوانی جائز نہیں حملہ کردیا یہ حادثہ سکول کی چہار دیواری میں ہوا۔ آخر پولیس نے لڑنے والے طلبہ کو منتشر کردیا۔ اس فساد کے سرغنوں کو سکول سے خارج کردیا گیا۔ اسکول ایک ہفتہ کے لئے بند کردیا گیا۔

——— لاہور۔ ۵؍ستمبر۔ نہرو رپورٹ کے حامی خلافتیوں نے ایک جلسہ زیر صدارت سید عطاء اللہ بخاری منعقد کیا۔ اور اگرچہ ان عدم تعاون کے دلدادوں نے پولیس کا ایک دستہ بلا رکھا تھا۔ مگر جلسہ میں بہت ابتری واقعہ ہوئی۔ مقررین کی تواضع سخت سے سخت گالیوں کے علاوہ اینٹوں اور پتھروں سے بھی کی گئی۔ زمیندار کا بیان ہے مولوی عبدالقادر قصوری مولوی ظفر علی سید عطاء اللہ چودھری افضل حق سراج الدین کاتب زمیندار اور ایک دوسرا لڑکا زخمی ہوئے۔ مولانا ظفر علی کا شانہ زخمی ہوا۔ سید عطاء اللہ اور چودھری افضل حق کی پیشانی مجروح ہوئی؛

غیر ممالک کی خبریں!

——— برلن۔ ۵؍اگست۔ روس اور افغانستان میں تجارت کو وسیع پیمانے پر چلانے کے لئے روس نے افغانستان کو گرانقدر مالی امداد بطور زر پیشگی ادا کی ہے۔ اسی غرض کے لئے روس نے ایک خاص بنک بھی قائم کیا ہے جس کا سرمایہ ایک کروڑ روبل ہے۔

——— قسطنطنیہ۔ ۸؍اگست۔ شہریار امیر امان اللہ خاں نے مصطفیٰ کمال پاشا کو کابل تشریف لانے کی دعوت دی ہے۔

——— رگبی۔ ۱۳؍ستمبر۔ برطانیہ میں بیکاری بڑھ رہی ہے۔ ۳؍ستمبر کو بیکاروں کی تعداد ۱۳۲۴۷۰۰ تھی جو پچھلے ہفتہ سے ۴۶۷۳ زیادہ ہے۔

——— جنیوا۔ ۱۲؍ستمبر۔ عالمگیر مذہبی امن قائم کرنے کے لئے ایک ابتدائی جلسہ ہوا۔ جس میں تقریباً تمام زندہ مذاہب کی نمائندگی کے لئے ۴۱۲ ڈیلیگیٹ شامل ہوئے۔ مشرق کے ڈیلیگیٹوں میں مہاراجہ بردوان قابل ذکر ہیں۔

——— لندن۔ ۱۲؍ستمبر۔ انٹرنیشنل لیبر پارٹی نے ہندوستان میں اپنا دفتر کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے انچارج ڈاکٹر پی۔ پی پلائی مقرر کئے گئے ہیں۔ دفتر شملہ یا دہلی میں کھولا جائیگا۔

——— لندن۔ ۱۲؍ستمبر۔ ایک ہزار تماشبین ماہرین علم معدنیات گورنمنٹ کے ماہرین و سنماوالوں نے کاوین بے کی چونے کی چٹانوں کو بھک سے اڑتے دیکھا۔ ساڑھے تین ٹن بارود سے ۴ ہزار ٹن کی ایک چٹان اڑائی گئی۔ بجلی کی لہر کے چھوڑنے سے چونے کے پتھر کی دو سو فٹ لمبی اور ایک سو فٹ گہری دیوار ہوا میں اڑ گئی۔ اور پہاڑی کے دامن پر ایک ڈھیر سا لگ گیا۔

——— پیکنگ۔ ۱۲؍ستمبر۔ امریکن سنٹرل ایشیاٹک کی مہم کے ممبران مسٹر اینڈریوز کی زیر سرکردگی حال ہی میں اپنی مہم سے واپس آئے ہیں۔ یہ مہم تین ماہ کے لئے منگولیا میں کھوج کرتی رہی۔ انہوں نے ایک جگالی کرنے والے حیوانات کے نشانات پائے۔ مسٹر اینڈریوز چیپ مین نے ایک اخبار کے نمائندے کو بیان دیا کہ یہ جانور بلوچستان میں پایا جاتا تھا۔ اور اس کا وزن ۱۵ سے ۲۰ ٹن تک خیال کیا جاتا ہے؛

——— گورنمنٹ زیگوسلاویہ جو نئے قانون اپنے ملک کیلئے بنانا چاہتی ہے۔ ان میں یہ باتیں قابل غور ہیں۔ کہ لاعلاج مریضوں کو ڈاکٹری معائنہ کے بعد مار دیا جائے گا۔ جو لوگ دوسروں کی خودکشی میں امداد دیں گے۔ ان کا جرم قابل تعزیر نہ سمجھا جائیگا۔ عورتوں کا حمل ضائع کردینا جرم نہیں ہے۔ اگر عورت یا مرد سے کوئی ایک کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہو تو دوسرا بذریعہ طلاق علیحدگی اختیار کرسکتا ہے؛

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع ہوا)

فریضۂ زکوٰۃ کی ادائگی

ہر ایک مسلمان پر جس طرح نماز فرض کی گئی ہے۔ کہ بلاناغہ پانچ وقت مسجد میں آکر باجماعت ادا کرے۔ اسی طرح ہر ایک "صاحب نصاب" پر جس کا مال مقررہ نصاب تک پہونچ جائے۔ زکوٰۃ کا باقاعدہ ادا کرنا فرض کیا گیا ہے اور احمدیہ جماعت کے "صاحبِ نصاب" احباب پر زکوٰۃ کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس پر آشوب زمانہ میں یہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو شریعت کے ہر ایک حکم پر اپنا سر تسلیم خم کرتی ہے۔ اور اس بات میں کوشاں رہتی ہے۔ کہ شریعت کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے حکم کی تعمیل کرے۔ تا حضور علیہ السلام کی ہر ایک سنت زندہ ہو۔ اس زمانہ میں زکوٰۃ کی ادائگی کی طرف عام مسلمانوں کو پوری توجہ نہیں جنہیں کچھ ہے بھی۔ وہ زکوٰۃ کو اس طرح ادا نہیں کرتے۔ جو اس کا حق ہے۔ بعض مسلمان تو کچھ روپیہ زکوٰۃ کا نکال کر اپنے ہی ملازموں میں تقسیم کر کے خیال کر لیتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ جن پر زکوٰۃ کا روپیہ خرچ ہونا چاہیئے۔ ان تک نہیں پہونچایا جاتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ زکوٰۃ امام وقت کے پاس آنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ارشاد ہے۔ کہ "زکوٰۃ کا روپیہ بھی قادیان آنا چاہیئے"۔

پس ضروری ہے۔ کہ زکوٰۃ "امام وقت" کے حضور پیش کی جائے اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے سے اس کے مال میں کمی واقعہ ہو جائے گی۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں لیت و لعل کرے۔ تو اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ایک ناجائز فعل کا مرتکب ہو کر نہ صرف اپنے سارے مال کو ہی زکوٰۃ نہ دینے سے خطرہ میں ڈال رہا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا مستحق بن رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکوٰۃ نہ دینے والے کے متعلق فرماتے ہیں:-

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (قیامت کے دن) اونٹ اپنے مالک پر سوار ہو کر آئے گا۔ ایسی حالت میں جس میں وہ رہتا تھا۔ جبکہ وہ مالک اس کا حق (زکوٰۃ) نہ ادا کرتا ہو۔ وہ اونٹ اُسے اپنے پیروں سے روندے گا۔ اسی طرح بکری اپنے مالک پر سوار ہو کر آئے گی۔ ایسی حالت میں جس میں کہ وہ رہتی تھی جبکہ وہ مالک اس میں سے اس کا حق (زکوٰۃ) نہ ادا کرتا ہو۔ وہ بکری اُسے اپنے کھروں سے کچلے گی اور اپنے سینگوں سے مارے گی"۔ پھر فرمایا۔

"تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر لاد کر نہ لائے۔ کہ وہ بکری چلاتی ہو۔ پھر وہ شخص مجھے کہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری شفاعت کیجئے۔ میں کہہ دوں۔ کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو حکم الٰہی پہونچا چکا۔ ایسا ہی کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر لادے ہوئے نہ آئے۔ کہ وہ اونٹ بول رہا ہو۔ پھر وہ شخص کہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری شفاعت کیجئے) اور میں کہہ دوں۔ کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو حکم الٰہی پہنچا چکا"۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ تعالےٰ جسے مال دے۔ اور وہ اس مال کی زکوٰۃ نہ دے۔ تو اس کا مال قیامت کے دن اس کے لئے اژدہا اور سانپ کے ہم شکل کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہونگی۔ وہ سانپ اس کا طوق بن جائے گا۔ جو اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا۔ اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں۔ تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:-

ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم۔ بل ھو شر لھم۔ سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ۔ و للہ میراث السموٰت والارض۔ واللہ بما تعملون خبیرؔ

وہ لوگ، جو اللہ تعالےٰ کے اپنے فضل سے دئے ہوئے مال پر بخل کرتے ہیں۔ یہ خیال نہ کریں۔ کہ یہ بخل کرنا ان کے لئے اچھا ہے۔ یہ تو ان کے لئے بُرا ہے۔ قیامت کے دن ان کا وہ مال جس کا وہ بخل کرتے ہیں۔ ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائیگا۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ زمین اور آسمان کی کل میراث اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالےٰ کو خوب خبر ہے اس کی جو تم کرتے ہو۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مالی عبادات میں زکوٰۃ بہت بڑا اہم فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کرنا اپنے دین اور ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے میری شفاعت سے حصہ نہ پائیں گے۔ حضور علیہ السلام اس سخت دن اور آفت و مصیبت کی گھڑی میں زکوٰۃ نہ دینے والے کو جبکہ بکری یا اونٹ سے کچلا جا رہا ہوگا۔ یا سانپ سے ڈسا جا رہا ہوگا۔ صاف الفاظ میں فرمائیں گے کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو حکم الٰہی پہونچا چکا"۔

پس میں تمام جماعتوں کے عہدہ دار احباب اور صاحب نصاب احباب سے گزارش کرتا ہوں۔ کہ وہ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی اور اس کے فضل کے جاذب بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام زکوٰۃ کی ادائگی کے لئے یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

"بعض لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ مگر اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ یہ روپیہ حلال کی کمائی سے ہے۔ یا حرام کی کمائی سے ہے۔ دیکھو اگر ایک کتا ذبح کیا جائے۔ اور اس کے ذبح کرتے وقت "اللہ اکبر" بھی کہا جائے۔ ایسا ہی ایک سؤر لوازمات ذبح کے ساتھ مارا جائے تو وہ کتا یا سؤر کیا حلال ہو جائیگا؟ وہ تو بہر حال حرام ہی ہے۔ زکوٰۃ تو تزکیہ۔ سے نکلی ہے۔ اس کے ذریعہ سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ کہ انسان حلال کی روزی حاصل کرتا ہے۔ اور پھر اس کو دین کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ انسانوں میں اس قسم کی غلطیاں ہیں۔ کہ اصل حقیقت کو نہیں پہچانتے۔ ایسی باتوں سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ ارکان اسلام نجات دینے کیواسطے ہیں۔ مگر ان غلطیوں سے لوگ کہیں کے کہیں چلے جاتے ہیں"۔

پس میں پھر تاکیداً عرض کرتا ہوں۔ کہ احباب پاک اور حلال کمائی سے زکوٰۃ کا روپیہ باقاعدہ مرکز میں ارسال فرمائیں۔

اس وقت موسم سرما قریب آ رہا ہے۔ اور غربا کے پارچات وغیرہ بھی بنانے ہیں۔ اور زکوٰۃ و صدقات کا روپیہ بہت ہی کم ہے بلکہ کہنا چاہیئے۔ کہ نہیں ہے۔ اس لئے بھی چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ جلد سے جلد مرکز میں ارسال کیا جائے۔

مرزا محمد شفیع انچارج نظارت المال قادیان

اخبار احمدیہ

موضع دارا متصل ملتان میں لیکچر

شیخ محمود احمد صاحب نے موضع دارا کے ساوات کی درخواست پر وہاں ایک لیکچر ۹ ستمبر کو دیا۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ خاکسار کو بھی قرآن کریم کے ایک رکوع کی تفسیر اور تشریح کا موقعہ ملا۔ مستطیعین نے دوبارہ لیکچر کرانے کی خواہش ظاہر کی۔

خاکسار عنایت اللہ مولوی۔ فاضل۔ ملتان

جماعت منٹگمری کا اعلان

جماعت احمدیہ منٹگمری نے اپنا خاص مرکز قائم کرنے اور باہر سے تشریف لانے والے دوستوں کو آسائش پہنچانے کی خاطر محلہ تلہیاں میں ایک پختہ مکان کرایہ پر لیا ہے۔ یہ مکان شہر کے شمال مشرق کی جانب ایک کنارے پر واقعہ ہے۔ اور سردار سوکھن سنگھ پنشنر سب انسپکٹر پولیس کا مکان کہلاتا ہے۔ اس کے شمال کی طرف کوئی سَو گز کے فاصلہ پر آریہ سماج کا مندر واقع ہے۔

نذیر احمد سیکرٹری تبلیغ و تعلیم جماعت احمدیہ منٹگمری

درخواست ہائے دعاء

۱- میری اہلیہ سخت بیمار ہے۔ سب دوست دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ صحت دے۔ حیات محمد موگا منڈی

۲- احباب میری مشکلات دُور ہونیکے لئے دعا کریں۔ محمد علی از نوابشاہ سندھ

۳- میں چند ایک مصائب میں مبتلا ہوں۔ دعا کریں۔ عنایت اللہ از منٹگمری

۴- سب احباب سے التجا ہے۔ کہ میرا لڑکا جہلم میں بیمار ہے اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار مستری محمد الدین ڈار احمدی نکورو ملک ایسٹ افریقہ

۵- میری اہلیہ بیمار ہے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد الدین از امرتسر

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
153
نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ - ستمبر ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

ہندو دھرم کے خلاف ہندو عورتوں کے مطالبات

غیر مسلم دنیا تعصب اور ناواقفیت کی وجہ سے خواہ اسلام پر کتنے ہی اعتراض کرے۔ اور اسلامی مسائل میں کتنے ہی نقائص بتائے حقیقت یہ ہے۔ کہ طوعاً نہیں۔ تو کرہاً اس بات کے لئے مجبور ہو رہی ہے کہ وہ باتیں جو اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ضروری قرار دیں۔ اور دوسرے مذاہب میں ان باتوں کے خلاف احکام ہونے کے باوجود ضروری قرار دیں۔ ان پر غیر مسلم بھی عمل کریں۔

ہندو دھرم میں یہ حکم ہے۔ اور آج سے کچھ ہی عرصہ قبل تک اس پر بڑا فخر کیا جاتا تھا۔ اور اب بھی ہندوؤں کا بڑا طبقہ اسے قابل فخر سمجھتا ہے۔ کہ جس عورت و مرد کی ایک دفعہ شادی ہو جائے۔ پھر جیتے جی ان کی علیحدگی نہیں ہو سکتی۔ اور موت کے سوا کوئی چیز انہیں جدا نہیں کر سکتی۔

ممکن ہے۔ یہ بات اس وقت قابل تعریف قرار دی جاتی ہو۔ جب بے چاری عورتوں کو ایک غلام اور ذلیل ترین غلام سے زیادہ وقعت نہیں دی جاتی تھی۔ جب بچپن میں اس کی نگرانی باپ کے۔ جوانی میں خاوند کے۔ اور بڑھاپے میں بیٹے کے سپرد کی جاتی تھی جب مذہبی رسوم میں اس کا شریک ہونا بہت بڑا پاپ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جبکہ تعلیمی اور تمدنی ترقی نے عورتوں میں بھی زندگی کی روح پیدا کر دی ہے۔ اور وہ اپنے حقوق اور مطالبات کو سمجھنے لگی ہیں۔ انھیں بھی اسی طرح کی انسانیت کا احساس ہو رہا ہے جس طرح کی انسانیت مردوں میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے قطعاً ناممکن ہے۔ کہ عورتوں پر زمانہ سابقہ کی انسانیت کش پابندیاں عائد کی جا سکیں۔ اور مرد زبردستی ان کے جذبات اور احساسات کو کچل دیں۔

ایسی حالت میں نہ صرف ہندو عورتوں کو بلکہ خود مردوں کو بھی یہ احساس ہو رہا ہے۔ کہ ایک مرد و عورت کو بغیر ان کی رضامندی اور خواہش کے میاں بیوی بنا دینے کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ خواہ کیسے ہی حالات پیدا ہو جائیں۔ پھر ان کا جدا ہونا ناممکن ہو۔ کئی ایسی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اور ہوتی ہیں۔ کہ خاوند صحیح معنوں میں خاوند بننے کی اہلیت ہی نہ رکھتا ہو۔ اور وہ بیوی کے متعلق ضروری فرائض ادا کرنے کے ناقابل ہو۔ ایسی صورت میں عورت کو اس کے دامن سے بجبر وابستہ رکھنا اتنا بڑا ظلم ہے۔ جو قطعاً روا نہیں رکھا جا سکتا۔

چونکہ اس ظلم کا ازالہ کرنے سے ہندو دھرم نہ صرف بالکل عاجز ہے۔ بلکہ اس پر بہت زور دیتا ہے۔ اس لئے دردمند اور حساس ہندوؤں نے انگریزی حکومت کے ذریعہ قانون بنوا کر اسے دور کرنا چاہا۔ اور ان کے قانونی کونسل کے قائمقام سر ہری سنگھ گوڑ نے اسمبلی میں ایک بل پیش کیا۔ جس میں بالفاظ ملاپ (۱۱ ستمبر) یہ مطالبہ کیا۔ کہ "ایک ہندو دیوی خاوند کے ناکارہ ہونے کی حالت میں بواہ کو منسوخ کرانے کا حق رکھتی ہے"۔

اگرچہ یہ بل اس وقت پاس نہیں ہو سکا۔ اور قدیمی خیالات کے ہندوؤں کی کثرت کی مخالفت کے باعث سر ہری سنگھ کو یہ بل با دل نخواستہ واپس لینا پڑا ہے۔ لیکن اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ ناکارہ خاوندوں سے مخلصی پانے اور قطع تعلق کرنے کی ضرورت ہندوؤں میں تسلیم کی جا چکی ہے۔ اور جلد یا بدیر اس کو انہیں عمل میں لانا پڑے گا۔ بحالیکہ ان کا مذہب قطعاً اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اسلام نے نہ صرف خاوند کے ناکارہ ہونے کی صورت میں بلکہ اور ایسے حالات میں بھی جن میں خاوند بیوی ایک دوسرے کے ساتھ گذارہ نہ کر سکیں۔ اور ایک دوسرے کے لئے آرام اور اطمینان کا باعث بننے کی بجائے دکھ اور تکلیف کا موجب ہوں۔ علیحدگی کی ضرورت کو تسلیم کر کے اہل دنیا کے لئے خانگی زندگی کو مفید اور آرام دہ بنانے کا طریق پیش کیا ہے۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام کے اس حکم پر چل کر ہی ان مشکلات اور تکالیف سے مخلصی پا سکتے ہیں۔ جن سے عاجز آ کر وہ ہندو دیوی کو بواہ کے منسوخ کرانے کا حق دینے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

اسی طرح ہندو عورتیں اپنے مذہبی احکام کے خلاف اس بات کا بڑے زور کے ساتھ مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہ انھیں حقوق وراثت دئے جائیں۔ چنانچہ الہ آباد کی خبر ہے۔ کہ وہاں کی ہندو عورتوں کے ایک جلسہ میں جس میں شہر کی معزز خواتین شامل تھیں شریمتی جوشی نے تحریک پیش کی۔ کہ استریوں کا یہ جلسہ مسٹر ساردا کے اس بل کی تائید کرتا ہے۔ جو کہ انھوں نے عورتوں کے حقوق وراثت کے متعلق پیش کیا ہے۔ وراثت کا موجودہ قانون غیر منصفانہ ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ لڑکیوں کو اپنے پیدائشی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اس بات پر زور دیا۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان جو امتیاز پیدا کر دیا گیا ہے۔ اسے بہت جلد مٹا دینا چاہیئے۔ شریمتی من موہن رائے نے اس تحریک کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ منو جی مہاراج کا جو قانون ہے۔ وہ آج کل کے زمانہ کی استریوں پر عائد نہیں کیا جا سکتا۔ مذکورہ بالا ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہوا"۔ (تیج ۱۲- ستمبر)

ہندو دھرم نے وراثت کے حقوق سے عورتوں کو قطعاً محروم قرار دیا ہے۔ ایک لڑکی کو اپنے والدین کی جائداد سے اور ایک عورت کو اپنے خاوند کے املاک سے کسی حالت میں بھی کچھ لینے کا حق نہیں دیا گیا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اسلام نے عورت کے لئے ہر حالت میں حقوق مقرر کئے ہیں۔ لڑکی ہونے کی صورت میں وہ اپنے والدین سے بیوی ہونے کی حالت میں وہ اپنے خاوند سے۔ بہن ہونے کی صورت میں اپنے بھائیوں سے۔ ماں ہونے کی حالت میں اپنے بیٹوں سے غرض ہر حالت میں وہ اپنا حصہ لے سکتی ہے۔ اور اسے اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق خرچ کر سکتی ہے۔

یہ وہ حقوق ہیں۔ جو عورت کو اسلام نے آج سے کئی صدیاں پیشتر عطا کئے۔ اور جن کے لئے ہندو خواتین آج جلسے منعقد کر کے ریزولیوشن پاس کر رہی ہیں۔ اور سمجھدار ہندو اس بارے میں ان کے مطالبات نہ صرف قابل تسلیم قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ انھیں پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ سے قانون بنوا رہے ہیں۔

کیا ہندوستان میں اتحاد نہیں ہو سکتا

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں سکھ بھائیوں کو یہ مشورہ دیا گیا تھا۔ کہ چونکہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ اور ویسے بھی سکھ ازم اور اسلام میں بلحاظ عقائد و تعلیم بہت کچھ مناسبت ہے۔ اس لئے وہ اپنے مقدس بانی کی اتباع میں اہل اسلام سے اپنے تعلقات مضبوط کریں۔

اس پر رنگ صحافت اخبار گورو گھنٹال (۱۵ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"مسلمان سور کو حرام سمجھتے ہیں۔ مگر سکھوں کی یہ دل پسند خوراک ہے۔ کوئی مسلمان جھٹکا نہیں کھاتا۔ اس کے برعکس سکھ مسلمانی حلال کو اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں۔ مسلمان سر منڈاتے ہیں۔ اور داڑھی کے لئے استرا قینچی لئے پھرتے ہیں۔ اس کے خلاف سکھ ایک بال کو بھی دکھ دینا

گناہ سمجھتے ہیں۔ ان اختلافات کو دُور کرنے کے لئے سکھوں کو آگے بڑھنا ہوگا۔ یا مسلمان ان کے قریب آجائیں گے۔

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ گور وگھنٹال کے نزدیک دو مختلف الخیال اقوام کا باہمی تعلقات کو مضبوط کرنا اس وقت تک قطعاً ناممکن ہے۔ جب تک ان میں سے ایک اپنے معتقدات سے بکلی دستبردار ہوکر دوسری کا جزو نہ بن جائے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ گور وگھنٹال کے نزدیک ہندوستان میں کبھی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہندو مسلمانوں کے مذہبی خیالات میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔

ہندوؤں کی تنگدلی

اخبار پارس (۱۵۔ ستمبر) راوی ہے:-

"سیٹھ گوری شنکر صاحب خورجہ نے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ گورنمنٹ کے سپرد کیا ہے۔ یہ روپیہ سنسکرت کی اشاعت میں کام آئے گا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ اس سے صرف جنم کے براہمن ہی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ دوسروں کو کوئی حصہ نہیں ملیگا"

جہاں سیٹھ صاحب مذکور کا سنسکرت کی اشاعت کے لئے جو بالکل مُردہ زبان ہے۔ اس قدر قربانی سے کام لینا مسلمانوں کے لئے اپنی مقدس مذہبی زبان عربی کی خدمت کرنے کے لئے سبق آموز اور قابلِ تقلید ہے۔ وہاں اس سے یہ امر بھی بخوبی واضح ہے۔ کہ ہندو قوم میں اس تہذیب اور تمدن کے باوجود اور اس پروپیگنڈا کے ہوتے ہوئے جو اس کے راہنما ذات پات کی قیود کو اڑانے کے لئے ایک عرصہ سے کر رہے ہیں کس قدر تعصب اور نسلی منافرت پائی جاتی ہے۔ جس قوم میں علوم کی اشاعت کو ایک خاص طبقہ یعنی براہمنوں تک ہی محدود کرنے اور دوسرے معزز طبقوں کو اس سے کلیتہً محروم رکھنے کی کوشش کرنے والے لوگ موجود ہوں۔ اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ غریب اچھوتوں سے جن کے متعلق ان کے مذہب میں نہایت سخت قوانین اور دلآزار آئین موجود ہیں۔ اور جن سے انسانیت سے گرا ہوا سلوک کرنا ان کے ہاں موجب ثواب سمجھا جاتا ہے۔ حسن سلوک سے پیش آئیں گے۔ اور انھیں اوپر اٹھانے کے لئے عملی طور پر کوئی جدوجہد کریں گے۔ ایک خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ [illegible] سیاسی چال بازیوں سے کام لیتے ہوئے میٹھے میٹھے دعوے کرنا اور بڑے بڑے وعدے دے کر ان کو قابو میں لانے کی کوشش کرنا اور بات ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ مسلمان بھولے بھالے اچھوتوں کو ان حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ تا وہ آریوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر ہمیشہ کے لئے ان کے غلام نہ بن جائیں۔

جس بے باکی اور بے خوفی سے "زمیندار" آئے دن افتراپردازی اور کذب بیانی سے کام لیتا رہتا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا تھا کہ کاذبین کے متعلق خدا تعالےٰ نے جو وعید رکھی ہے۔ اس سے وہ قطعاً غافل ہے۔ لیکن ۱۵۔ ستمبر کے پرچہ میں اس نے لکھا ہے:-

"اگر یہ پیارا خُدا وہی ہے۔ جس نے جبرائیل امین کی معرفت اپنا آخری پیغام بنی نوع انسان کو ساڑھے تیرہ سو سال ہوئے پہنچایا تھا۔ اور اگر یہ دلارا نبی وہی ہے جس نے بفحوائے ماینطق عن الھویٰ جو کچھ عرش سے سُنا۔ بلا کم و کاست فرش والوں کو سُنا دیا۔ تو ان دونوں کی ایک پیاری اور دلاری بات ہمیں بھی معلوم ہے۔ اور وہ بات یہ ہے۔ کہ لعنۃ اللّٰہ علے الکاذبین ۵"

اس بیان سے یہ معلوم ہوگیا۔ کہ "زمیندار" اس وعید سے ناواقف نہیں۔ لیکن انہی دنوں اس نے معاصر "انقلاب" کے متعلق اس کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر دروغ بیانیوں کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وعید کی اس کی نگاہ میں کوئی قدر و وقعت نہیں ہے۔

اس "وعید" کے معلوم ہونے کا ذکر کرنے سے ایک ہی دن قبل "زمیندار" نے "انقلاب" کے متعلق لکھا۔

"قادیان شریف کی طرف سے سات سو روپیہ کی رقم مولانا غلام رسول مہر اور مولانا عبد المجید سالک کو ملی ہے۔ اور سمجھوتہ یہ ہوا ہے۔ کہ قادیانیت کے خلاف کسی قسم کا پروپیگنڈا نہ کیا جائے"

اور پھر ۱۵۔ ستمبر کے پرچہ میں اس کا اعادہ کرچکا ہے۔ حالانکہ یہ ایسی صاف اور واضح کذب بیانی ہے۔ جس میں صداقت کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ اگر "زمیندار" اپنے اس بیان کا ادنےٰ سے ادنےٰ ثبوت بھی پیش کردے۔ تو ہم اس سے دوگنی رقم اسے بطور تاوان دینے کا اقرار کرتے ہیں۔ ورنہ یاد رکھے۔ بے ثبوت اور بے بنیاد جھوٹ بول کر وہ اپنے آپ کو لعنت اللّٰہ علے الکاذبین کا مصداق بنا رہا ہے۔ اور جلد یا بدیر اُسے انہی حالات سے دوچار ہونا پڑیگا۔ جو اس کو زندگی کا نہایت عبرتناک مرقع ہیں۔

"زمیندار" کو یاد ہوگا۔ اور اگر یاد نہ ہو۔ تو اپنے پُرانے پرچے دیکھ سکتا ہے۔ کہ ملکانوں پر جن دنوں آریوں نے یورش کی۔ اور ہماری جماعت نے انھیں بچانے کے لئے جدوجہد کی۔ تو احمدی مبلغین کی مساعی کے حیرت انگیز نتائج سے متاثر ہوکر اس نے بھی بہت کچھ لکھا تھا اور نہایت صاف اور واضح الفاظ میں ہمارے مبلغین کی خدمات کا اعتراف کیا تھا۔ حتےٰ کہ جب اسی وجہ سے دیوبندیوں نے "زمیندار" کی مخالفت شروع کی۔ اور اس کے بائیکاٹ کی تحریک کی۔ تو اس وقت بھی وہ ثابت قدم رہا۔ اور دیوبندیوں کو ڈانٹ بتاتے ہوئے میدان ارتداد میں احمدی مبلغین کی کارگذاریوں کا ذکر کرنا اس نے اپنا اسلامی فرض بتایا تھا۔ کیا اس وقت اسے بھی ہماری طرف سے کوئی نذرانہ پیش کیا گیا تھا۔ اور اسی کی چاٹ پر سب کچھ لکھتا تھا۔ اگر نہیں تو آج وہ معاصر "انقلاب" کو سات سو کی رقم دینے کا الزام کس بناء پر لگا رہا ہے۔ اور وہ بھی صرف اس لئے کہ "انقلاب" اس کی طرح شرافت اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر ہمارے خلاف خامہ فرسائی نہیں کرتا۔ ورنہ یوں تو اس میں بھی ہمارے خلاف تحریریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اگر ہم نے "زمیندار" کو اس وقت بھی پھوٹی کوڑی نہ دی تھی۔ جب وہ ہماری تعریف و توصیف میں صفحوں کے صفحے بھر رہا تھا۔ تو اس نے کس طرح سمجھ لیا۔ کہ "انقلاب" کو مخالفانہ تحریریں شائع کرنے کی حالت میں ہم نے سینکڑوں روپے دے دیئے۔

معلوم ہوتا ہے۔ "زمیندار" اسی جلن کی وجہ سے آئے دن ہمارے خلاف دل کے پھپھولے پھوڑتا رہتا ہے۔ کہ انقلاب کو کچھ مل گیا ہے اور اسے نہیں ملا۔ مگر اسے یاد رکھنا چاہئیے۔ شرافت بھی کوئی چیز ہے۔ اور ابھی تک دنیا میں ایسے شریف موجود ہیں۔ جو بہ تقاضائے شرافت دوسروں سے شریفانہ سلوک کرتے ہیں۔

ہمیں یہ معلوم کرکے بے حد حیرت ہوئی۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب کا انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کارفرما ممبروں میں نام نہیں ہے۔ اور عرصہ ہوا۔ انھیں علیحدہ کردیا گیا ہے۔ لیکن کس قدر عجیب بات ہے کہ ان کی ذات سے تو اس قدر نفرت۔ کہ انھیں بطور ممبر اپنے پاس بٹھانے کے بھی قابل نہ سمجھا جائے۔ مگر اُن کے نام اور کام سے اب بھی فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔ اس انجمن کو جلب زر کے لئے جب اپنے سچے جھوٹے کارنامے پیش کرنے اور بناوٹی "خدمات اسلام" بجالانے والے اصحاب کے نام گنانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو سب سے اول خواجہ صاحب اور ان کے قائم کردہ ووکنگ مشن کا تذکرہ بڑے طمطراق سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے حصول زر کے لئے ایک ٹریکٹ شائع کیا جس میں مبلغین کے ذکر میں انھوں نے خواجہ صاحب کا اور تبلیغی کاموں میں ان کے ووکنگ مشن کو پیش کیا ہے۔

افسوس وہ خواجہ صاحب جنھوں نے اپنی ساری زندگی ان لوگوں کے اغراض و مقاصد کی سرانجام دہی میں صرف کردی۔ ان سے آخری عمر میں اس قدر بے وفائی کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

استقلال سے تبلیغ کرو

ازحضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم سے ہمیں وہ چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ملی ہے۔ جس کا نام

صراط مستقیم

ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ صراط مستقیم ہر اس طریق اور راستہ کو کہتے ہیں۔ جس سے انسان نیک منزل مقصود پر پہونچے جس کے ذریعہ انسان خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکے۔ اور جس کے ذریعہ وہ ہلاکت اور تباہی سے بچ سکے۔ لیکن حقیقی اور کامل صراط مستقیم وہی ہے۔ جو انسان کو خدا تعالےٰ تک پہونچائے۔ باقی جتنی چیزیں ہیں۔ وہ اسباب اور ذرائع ہیں۔ اگر کسی کو اعلیٰ اخلاق کی توفیق ملے۔ تو اس کے لئے خدا تعالےٰ تک پہونچنے کے لئے ایک دروازہ کھل گیا۔ اسی طرح عبادت بھی ایک ذریعہ ہے۔ اور اگر کسی کو اس کی توفیق ملے۔ تو اسے خدا تعالےٰ تک پہونچنے کا ایک ذریعہ حاصل ہو گیا۔ یہ چیزیں اپنی ذات میں مقصود نہیں ہیں۔ اسی طرح شفقت علی الناس بھی اپنی ذات میں مقصود نہیں جس طرح کہ انسان کی اس دُنیا کی زندگی اپنی ذات میں مقصود نہیں۔ اور جب انسان کی زندگی مقصود بالذات نہیں۔ تو اس کی زندگی کے سامان کس طرح مقصود بالذات ہو سکتے ہیں۔ پس شفقت علی الناس بھی مقصود نہیں بلکہ خدا تعالےٰ تک پہونچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اسی طرح سب قسم کی کامیابیاں علم کا حصول عقل۔ تجربہ اور اموال کا حصول عزت و مراتب یہ سب چیزیں اپنی ذات میں مقصود نہیں۔ یہ یا تو اعمال کے نتائج ہیں۔ یا پھر اصل مقصود تک [illegible] الغرض یہ مقصود بالذات نہیں۔ اصل مقصود صرف

اللہ کی ہستی

ہی ہے۔ اور اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنا انسان کی اصل غرض ہے۔ پس مومن جب اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ تو یہی دعا کرتا ہے۔ کہ خدا کے قرب کے ذرائع اسے معلوم ہو جائیں۔ گو عارضی اور درمیانی ضرورتیں بھی اس میں آجائیں گی لیکن اس کا حقیقی مقصود اللہ کا قرب ہی ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ اس مقصود کا راستہ ہمارے لئے کھولا گیا ہے۔ اور آپ نے اس مقصود کو ہم سے بہت قریب کر دیا ہے۔ اگر ایک انسان کی کوشش۔ محنت اور تقوےٰ دوسرے کے کام آسکتا۔ تو ہم کہہ سکتے تھے۔ کہ اصل مقصود ہمیں مل گیا۔ لیکن یہ خدا کی سنت نہیں۔ کہ کسی کی محنت دوسرے کے لئے کافی ہو سکے۔ پس گو ہمارے واسطے یہ دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ اور راستہ بہت چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی خود

کوشش کرنے کے بغیر

کامیابی ناممکن ہے۔ اسی کی طرف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:۔

"اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے۔ تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے۔ اور میرے پیچھے ہولے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانی چاہے۔ وہ اسے کھوئیگا"۔ (متی باب ۱۶ آیت ۲۴)

پس جب تک انسان خدا تعالےٰ کی رضاء کے حصول کیلئے اپنے آپ کو طرح طرح کی مشکلات میں نہ ڈالے۔ خدا تعالےٰ کو نہیں پا سکتا۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ تک پہنچنے کا دروازہ کھولدیا ہے۔ پھر بھی مصائب اٹھانے اور تکالیف سے گذرنے کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جسے حضرت مسیح اول نے اپنی صلیب آپ اٹھانے سے تعبیر کیا۔ اور جس کا نام قرآن کریم میں مجاہدہ یا ابتلاء رکھا گیا ہے۔ پس جب تک انسان ان دروازوں سے نہ گذرے

منزل مقصود

تک نہیں پہونچ سکتا ہم سے پہلے لوگ اس راستہ اور اس دروازہ کو ڈھونڈتے تھے۔ اور اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ وہ اس کے لئے وظائف کرتے۔ اور راتوں جاگتے تھے۔ وہ چھ چھ ماہ اور سال سال بھر بلکہ دو دو تین تین سال تک متواتر روزے رکھتے تھے۔ اور بعض تو چھ چھ ماہ کا ایک ہی روزہ رکھتے تھے۔ صرف چلو بھر پانی اور چند دانے جو پر گذارہ کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ خدا کو نہیں پا سکتے تھے۔ بلکہ بسا اوقات یا تو پاگل ہو جاتے تھے۔ یا مسلول ہو کر مر جاتے تھے ان روزوں کے بعد وہ نہ تو دین کے کام کے رہتے تھے۔ نہ دنیا کے۔ لیکن باوجود اتنے سخت مجاہدہ اور اپنی جان کو ضائع کر دینے کے وہ خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا زمانہ آیا۔ اور اب آپ کے طفیل یہ حالت ہے کہ لوگ کھاتے پیتے اور آرام سے گھروں میں رہتے ہیں۔ اور بغیر کسی مالا یطاق تکلیف اٹھانے کے [illegible]

تھوڑی سی توجہ اور ریاضت

سے خدا کو پا لیتے ہیں۔ گویا اب یہ مثال ہو گئی ہے۔ کہ کھٹکھٹا دَ تمہارے لئے کھولا جائیگا۔ صرف دستک دینے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ کی رحمتوں کے دروازے انسان پر کھل جاتے ہیں۔ اور بغیر مجاہدات کے کھل جاتے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس

بند دروازہ کو کھولدیا

اور ہمیں خدا کا قرب حاصل کرنے کا صحیح راستہ بتا دیا۔ پہلے لوگ چونکہ اس دروازہ سے ناواقف تھے۔ اس لئے وہ سرگرداں پھرتے تھے۔ ہم چونکہ اصلی دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے لئے جلد کھل جاتا ہے۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت نے اس نعمت کو جو خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسے عطا ہوئی۔ دنیا تک پہونچانے کے لئے کیا کوشش کی ہے۔ میں نے جماعت کو متواتر توجہ دلائی ہے۔ لیکن افسوس اب تک دوستوں میں وہ بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ جس کی اس کام کے لئے ضرورت ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ جب قیامت کے دن مومن کو اس کی کتاب دی جائیگی۔ تو وہ کہیگا۔ ھَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَہْ۔ لوگو دوڑو دیکھو میری کتاب میں کیا لکھا ہے آؤ اور میری نجات کی خوشخبری کی خوشی میں تم بھی میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ جب ایک مومن جسے اس کی اپنی نجات کی خبر دی جائیگی۔ وہ شور مچائیگا۔ اور سب لوگوں کو اس خوشی میں شریک کرنے کی کوشش کریگا۔ تو ہمیں

ساری دنیا کی نجات

کی خبر دی جائے۔ اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ بے شک ایک انسان کا نجات پا جانا بھی بڑی بات ہے۔ اور خوشی کا موجب ہے۔ لیکن ساری دنیا کے مقابلہ میں اس کی کیا حقیقت ہے۔

دیکھو انبیاء علیہم السلام دنیا کو آرام پہونچانے کے لئے اپنا آرام ترک کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ مصیبت سے بچ جائیں۔ وہ طرح طرح کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو تباہی سے بچانے کے لئے دن رات ایک کر دیتے ہیں۔ پھر جب وہ زندگی جو سب سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ لوگوں کے لئے قربان کر دی جاتی ہے۔ تو دوسرے لوگوں کی زندگیوں کی ان کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیا ہے۔ لیکن اگر ایک ایسا انسان جس کی زندگی کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ خوشخبری سنکر شور مچا دیتا ہے۔ تو جس سلسلہ کو دنیا کی

نجات کا راستہ

بتایا گیا ہو۔ اس کے لئے کس قدر کوشش اور شور مچانے کی ضرورت ہے۔ یقیناً انبیاء کے زمانہ میں لوگ مایوس ہو چکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب دنیا مایوس ہو چکتی ہے۔ تو ہم بارش نازل کرتے ہیں

اسی طرح انبیاء بھی دنیا میں اسی وقت آتے ہیں۔ جب دنیا پر یاس اور ناامیدی چھائی ہوتی ہے۔ اور ان کے آنے سے لوگوں کے دل پھر امیدوں اور امنگوں سے بھر جاتے ہیں۔ اور سرسبز ہو جاتے ہیں۔ پس ان مایوس لوگوں کو ہوشیار کرنے کے لئے سخت جدوجہد اور کوشش کی ضرورت ہے۔ لوگ خودکشی بھی مایوسی کی وجہ سے ہی کرتے ہیں۔ اور موجودہ زمانہ میں

مذہب سے بُعد اور دوری

بھی دراصل خودکشی ہے۔ پس دنیا خودکشی کر رہی ہے۔ لیکن ہمارے دوست سوئے پڑے ہیں۔ بے شک یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ گمراہ لوگ فوراً نہیں مان جایا کرتے۔ لیکن جب دنیا کی ترقی اسی پیغام سے وابستہ ہے۔ تو آج نہیں کل۔ کل نہیں پرسوں۔ آخر دنیا اس طرف آئیگی۔

میں دیکھتا ہوں کہ تبلیغ کی بھی ایک رو ہماری جماعت میں چلتی ہے۔ بعض دنوں میں تو چاروں طرف سے خبریں آتی ہیں۔ کہ فلاں جگہ اس طرح تبلیغ کی گئی۔ اور اتنے لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ لیکن کبھی بالکل خاموشی چھا جاتی ہے۔ حالانکہ جو کام

استقلال اور مداومت

سے کیا جائے۔ اس کے نتائج بمقابل اس کے جو وقفہ کے بعد کیا جائے۔ بہت اعلیٰ اور شاندار ہوتے ہیں۔ پس متواتر تبلیغ کرنی چاہیئے۔ کسی ڈاکٹر سے پوچھو۔ اگر استقلال سے علاج نہ کیا جائے تو بیمار کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ بسا اوقات مہینہ ڈیڑھ مہینہ کا علاج دوائی ایک ناغہ سے بے سود ہو جاتا ہے۔ اور تمام محنت رائگاں چلی جاتی ہے۔ پس استقلال سے کام کرنا چاہیئے۔ شہروں میں قصبوں میں محلوں میں ہر ایک گلی کوچہ میں اور ہر ایک گھر میں

تبلیغ حق

پہونچانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اب تو خدا تعالےٰ کا فضل ہے ہمیں بہت سی سہولتیں میسر ہیں۔ جو پہلے نہیں تھیں۔ پہلے کہا جاتا تھا۔ مرزا صاحب نے آ کر کیا کیا۔ مگر اب لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت بڑا کام کیا۔ اور آپ کا یہی کام بہت بڑا ہے۔ کہ آپ نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی ہے جو صحیح معنوں میں

مسلمانوں کی خدمت

کرنے والی ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو پہلے ہمیں حاصل نہ تھی۔ اب لاکھوں انسان ایسے ہیں۔ جو یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے بہت کام کیا۔ پھر پہلے یہ بھی مشکل تھی۔ کہ بعض دفعہ ساری قوم بلکہ سارے علاقہ سے ایک ہی احمدی ہوتا تھا۔ اور وہ زور کی تبلیغ نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اب یہ حالت ہے۔ کہ بعض علاقوں میں اکثریت احمدیوں کی ہے۔ اس وقت اگر ذرا سا بھی زور لگا دیا جائے

تو کامیابی بہت آسان ہے۔ پس ایسے وقت میں جب اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے

کامیابی کے راستے

کھولدئے ہیں۔ غفلت کرنا بہت خطرناک ہے۔

میں دیکھتا ہوں قادیان والوں کو بھی دورہ ہوتا ہے بعض اوقات تو سنتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی ٹھیکریوالا گیا ہوا ہے۔ اور فلاں پھیروچیچی تبلیغ کر رہا ہے۔ لیکن کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی۔ پس میں قادیان والوں کو بھی اور باہر کے دوستوں کو بھی تحریری کام کرنے والوں کو بھی اور تقریری کرنے والوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

تبلیغ کا یہی زمانہ ہے

اب جو لوگ جماعت میں داخل ہوں گے ان کی صحیح تربیت ہو سکیگی۔ کیونکہ اس وقت ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فیض یافتہ ہیں۔ ان لوگوں کی وفات کے بعد کثرت سے لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ تو خطرہ رہیگا۔ کہ ان کی صحیح تربیت نہ ہو سکے۔ یا ایسی صحیح نہ ہو سکے۔ کہ وہ آئندہ نسلوں کی اصلاح کر سکیں۔ پس یہ نازک موقع ہے۔ اس وقت جتنے بھی زیادہ لوگ جماعت میں داخل ہوں گے۔ ان کی تربیت صحیح طور پر ہو سکیگی۔ اور وہ آئندہ نسلوں کی اصلاح کے قابل ہو سکیں گے

پس میں

اللہ تعالےٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ہماری جماعت کے لوگوں کو اس کی توفیق دے۔ اور اس کا کلام جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔ ہمارے ہاتھوں سے پورا ہو۔ اور ہم اس کے شاندار نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی جرأت

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ میرا ایک مکالمہ الفضل میں شائع ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے پیغام صلح میں اس کے جواب میں تحریر کیا ہے کہ میں نے وہ مکالمہ اپنے پاس سے بنا کر شائع کرایا ہے اور یہ کہ اس میں ایک پٹھان کا فرضی قصہ ایزاد کیا گیا ہے۔

مجھے مولوی صاحب کی اس جرأت پر سخت افسوس ہے۔ بجائے اس کے کہ مولوی صاحب اپنے اخلاق پر ندامت محسوس کرتے ان پر دوسرے طریق سے پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ میں اس پر سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جسے مولوی صاحب نے فرضی قصہ قرار دیا ہے اس کے متعلق میں میاں عبدالوہاب افغان (بنام مولوی محمد علی صاحب) سے ہی پوچھتا ہوں کہ کیا یہ بات نہیں ہے۔ کہ وہ ہمارا ایک دوست ڈیوڑھی میں تھے۔ اور آپ میرا [illegible] لیا۔ اور ایسی طرز سے دریافت کیا کہ گویا مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے کوئی کسر رہ گئی تھی جسے [illegible]

نہرو کمیٹی اور مخلوط انتخاب

ووٹنگ اس کمیٹی نے ووٹنگ کا سسٹم ہیر سسٹم قرار دیا ہے یعنی سنگل ٹرانسفریبل ووٹ کے طریقہ سے باہمی شکوک اقوام کے دور کرنا قرار دیا ہے۔ مولانا شوکت علی صاحب نے مسٹر شعیب قریشی صاحب کے اعداد جو انہوں نے آئرش پارلیمنٹ کے انتخابات ۱۹۲۷ء کے متعلق اپنی تنقید میں دئے ہیں۔ وہ صاف بتاتے ہیں کہ یہ طریقہ بہت پیچیدہ ہے۔ اور اس کے لئے بڑے تعلیم یافتہ اور مشاق لوگ درکار ہیں۔ اور وہی اس سے ایسا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کہ باوجود کثیر التعداد ہونے کے حریف کو گھٹا سکتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

نام	رائیں	جو نشستیں درکار ہیں	جو حاصل کیں	فرق
حکومت	۳۱۴۶۸۴	۴۲	۴۶	+۹ فیصدی
فیناتیل	۲۹۹۶۲۴	۴۰	۴۴	+۱۰ ″
مزدور	۴۳۹۸۷	۱۹	۲۲	+۱۵ ″
انڈیپنڈنٹ	۱۲۹۶۷۹	۱۹	۱۴	-۲۲ ″
انتہا پسند	۰۱۰۹۱۱۴	۱۴	۱۱	-۲۱ ″
نیشنل لیگ	۸۴۰۸۴	۱۱	۸	-۲۷ ″

جو طریقہ ایسا پیچیدہ ہے کہ یورپ کے تعلیم یافتہ اس میں اگر کافی ہوشیار اور خوب واقف اور ان کا ہر ووٹر اس طریقہ کا ماہر نہ ہو۔ تو نقصان پا جاتے ہیں۔ جیسے انتہا پسند نیشنل لیگ اور انڈیپنڈنٹ پارٹی نے آئرلینڈ میں نقصان اٹھایا۔ تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں جیسی ناتربیت یافتہ سیاسی قوم اور ان میں علم کی اس قدر کمی اور وہ اس قدر غیر منظم جو معمولی ووٹ دینے کو بھی اپنے اوپر جبر سمجھتے ہیں۔ اور گھر گھر موٹریں دوڑی نہ پھریں۔ تو گھر سے نکلنا دشوار۔ وہ بھلا کس قدر نقصان اٹھائیں گے۔ جان بوجھ کر اس طریقہ کو رکھنا کس غرض سے ہے؟ اس سوال کا جواب یہی کیوں نہ دیا جائے جو دونوں قوموں کی عملی حالت دے رہی ہے۔ کہ بدنیتی سے مسلمانوں کو نقصان پہونچانا کہ جہاں ان کی اکثریت ہو۔ اسے مختلف طریقوں سے گھٹایا جائے۔ ان میں کا پہلا حربہ مخلوط انتخاب۔ دوسرا حربہ صوبہ جات کی تقسیم مع شرائط۔ تیسرا حربہ ہیر سسٹم ہے۔

مخلوط نشستیں میں پہلے واضح طور سے دکھا چکا ہوں

کہ تعداد کی بنا پر نشستیں مقرر کرنا ہندوؤں کے لئے جیسا مفید ہے۔ ویسا ہی مسلمانوں کے لئے۔ اس طریقہ سے فریب بازی کا دروازہ اس حد تک بند ہوتا ہے۔ کہ کوئی قوم کسی پر ناجائز یا اور طرح کا دباؤ ڈالکر کام نہیں نکال سکتی۔ اس میں ہندوؤں کی مخلوط قوم پرستی کو کونسا ایسا صدمہ گزرتا ہے۔ اور وہ ایسے کہاں سے کھرے دادوستد کے ہیں۔ کہ ان کے نازک احساسات اس سے بھی زخمی ہوتے ہیں۔ پس اگر اس سے کوئی غرض ہے۔ تو صرف ایک ہی ہے۔ کہ مسلمانوں کی نشستیں کم کردی جائیں۔ اور اس کے لئے جب تک یہ محفوظیت نشست کا سلسلہ بند نہ ہو کوئی حربہ کارگر نہ ہوگا۔ پس چوتھا حربہ مسلمانوں کے حقوق کو تباہ کرنے کا نشستوں کا اڑانا ہے ؂

حقِ ووٹ کی وسعت

حق ووٹ کی وسعت یہاں تک دی گئی ہے۔ کہ ۲۱ سال کی عمر جس کی ہو۔ خواہ عورت ہو یا مرد اسے ووٹ دینے کا حق ہے۔ کیا کمیٹی کے ممبران اس سے ناواقف ہیں۔ کہ اول تو مسلمان عورتیں لکھی پڑھی نہیں۔ کہ ہیر سسٹم کے ماتحت ووٹ دیں۔ پھر پردہ کے ماتحت ووٹ دینا ان کے لئے قریب قریب محال کے ہے۔ پردہ دار عورت اگر ووٹ دینے جائے تو اس کے ساتھ کوئی محرم ہونا چاہیئے۔ اور پھر بھی افسر شک کر سکتا ہے۔ کہ ایک ہی عورت درجنوں جگہ ووٹ دے سکتی ہے۔ اور دستخط ادل بدل کر کر سکتی ہے۔ پس شناخت کا سوال بعض صورتوں میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ بے پردہ دری کا سوال ہوگا۔ جسے شریف عورتیں برداشت نہیں کر سکتیں۔ پس یہ پانچواں حربہ مسلمانوں کے ووٹ کم کرنے اور ان کے ممبروں کی تعداد گھٹانے کا ہے۔ یہ تو موٹے موٹے حربے جو قانونی رنگ میں مسلمانوں کے خلاف چلائے جائینگے۔ موجودہ اور پھر وہ ناجائز حملے جو روپیہ کے صرف کثیر سے مخلوط انتخاب میں چلائے جائیں گے۔ اور وہ حملے جو ساہوکاروں کے ذریعہ اور زمینداروں کے ذریعہ۔ اور حکام کے ذریعہ ہوں گے۔ وہ ان کے علاوہ ہیں۔

مزید خطرات

پھر یونیورسٹی کی تعلیم میں مسلمانوں کے حقوق کا کوئی بچاؤ رپورٹ میں نہیں کیا گیا۔ پھر میونسپلٹیوں و ڈسٹرکٹ بورڈوں میں مسلمانوں کے حقوق کا نہ تحفظ نہ ذکر پھر ملازمت کے حقوق کے لئے اس رپورٹ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی بند وبست ہے کہ مذہبی قوانین میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اور جبراً مذہبی آزادی نہ روکی جائیگی۔

نہرو رپورٹ قبول کرنے والے

پس اس رپورٹ سے مسلمانوں کا کھلا کھلا نقصان ہے۔ اور پھر اسکو ان مسلمانوں نے قبول کر لیا ہے۔ جو لیڈر ہیں مسلم لیگ نے جو لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ قطعی فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ مخلوط انتخاب ہرگز قبول نہیں ہے۔ مگر اسے شفیع کا مسلم لیگ کہکر ہمارے مسلمان بھائی ٹال دیں گے۔ مگر جب لیگ کے دو ٹکڑے نہیں ہوئے تھے تو شملہ میں کثیر التعداد مسلمانوں نے جس میں بنگال پنجاب یو۔پی مدراس۔ سندھ۔ بمبئی سب کے نمائندے موجود تھے۔ یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ جداگانہ انتخاب رہیگا۔ نہ کہ مخلوط۔ پھر ایک قومی فیصلے کو توڑنے کا کیا حق کسی مسلمان کو تھا؟ اگر ڈاکٹر انصاری صاحب مولانا آزاد صاحب۔ مولانا شوکت علی صاحب۔ مسٹر شعیب قریشی صاحب مولانا داؤدی صاحب مولانا کفایت اللہ صاحب اور دو چار ایسے اور سہی۔ سب مل ملا کر ایک درجن صاحب کس طرح ایک درجن صوبہ جات کے نمائندوں کا مشترکہ فیصلہ جو آل انڈیا مسلم لیگ کمیٹی نے شملہ میں کیا تھا۔ توڑ سکتے ہیں۔ یہی اعتراض مولانا شوکت علی صاحب نے نہرو کمیٹی کے خلاف اپنی تنقید میں اٹھایا ہے۔ کہ یہی بزرگ یعنی پنڈت نہرو صاحب وڈاکٹر مونجے صاحب وغیرہ نے نشستوں کی محفوظیت کا مسئلہ کانگریس میں تسلیم کر لیا تھا۔ اور تمام کانگریس کے کھلے اجلاس کا فیصلہ اب یہی بزرگ رد کر رہے ہیں۔ تو پھر کانگریس کا کیا اعتبار اور اس کے فیصلوں کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ مولانا نے اپنے اس اعتراض کو جو ایک ہی اعتراض ساری رپورٹ کو رد کر دینے کے لئے کافی تھا۔ کیوں نہ آخر وقت تک قائم رکھا۔ اور کیوں رپورٹ کو عمومی رنگ میں منظور کر لیا۔ یہ تو مانا جا سکتا ہے کہ اگر کامل آزادی نہ ہو تو کچھ نیچے اتر کر درجہ لے لیا جائے۔ یعنی نو آبادیات کا درجہ۔ مگر یہ کس کو حق تھا کہ قوم کے متفقہ مسئلہ کو جو جداگانہ انتخاب کے متعلق تھا۔ اسے ایک درجن آدمی جو ہمیشہ سے ایک ہی خیال رکھتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر رہیں۔ خواہ سب کچھ چھوڑنا پڑے۔ لکھنؤ میں بیٹھکر توڑ مروڑ کر رکھدیں۔

اچھا مخلوط انتخاب تو خیر ان کی مرضی کے خلاف تھا اس لئے اسے قبول کر لیا۔ مگر کانگریس کا فیصلہ کہ نشستیں برقرار رہینگی وہ کہاں گیا؟

حقیقت ظاہر ہو گئی

مولانا شوکت علی صاحب کا بیان اس کے متعلق نکل چکا ہے۔ جسے پڑھکر مجھے خوشی ہوئی۔ کہ انہوں نے وہ دیکھا جسے سمجھدار ۱۹۱۶ء سے دیکھ رہے تھے۔ جبکہ گاندھی مہاراج نے بریلی میں اعلان فرمایا تھا۔ "بزور شمشیر گاؤکشی چھڑائیں گے"۔ اور اسی غرض کے لئے وہ پہلے میں جول کر کے لیڈر مسلمانوں کے دلوں میں گھسے تھے۔ اور اسی غرض سے وہ کلکتہ کے فیصلہ کے وقت باوجود اس کے کہ پنڈت مالویہ نے بھی گاؤکشی کا مسئلہ مان لیا تھا مسلمانوں اور ہندوؤں سے علیحدہ ہو گئے۔ اور جھٹ ایک مسودہ ریزولیوشن بنا کر ان سادہ دل مسلمانوں کو فریب دیا۔ الحمدللہ کہ اب جبکہ آل پارٹیز کانفرنس نے گاندھی جی کے اور پنڈت نہرو جی اور مالویہ جی اور لالہ جی سب کا بھرم کھول دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو دکھا دیا ہے۔ کہ یہ سب بھان متی کا تماشا ہے۔ حقیقت وہی ہے کہ یہ سب مسلمانوں کو انگریزوں کی سلطنت کے زمانہ میں ہی تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تا کہ دو طرفہ مار سے جلد غارت ہوں۔ یا ہمارے غلام بن جائیں اور نام انگریزوں کا ہو۔ ہم پھر وطنی دوست بنے رہیں۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

لیکن اب یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے چوہدری صدر خلافت کمیٹی اور سیکرٹری صاحب آل انڈیا خلافت کمیٹی اس انکشاف حقیقت کے بعد کیا کرتے ہیں۔ ہمت ہار کر کونہ میں بیٹھتے ہیں۔ یا اپنی غلطی کا اعتراف کر کے ہمارے ساتھ مل کر ایک پارٹی اسلامی فرقوں کے اتحاد کی بناتے ہیں۔ اور از سر نو سب فرقے مل کر ایک نئی تنظیم بنائیں۔ اور یہ عہد کر لیں کہ ملکی اور سیاسی معاملات میں علیحدہ نہ ہوں گے۔ کثرت رائے سے فیصلے کریں گے۔ مگر سب ایک پلیٹ فارم سے۔ بشرط ضرورت ہم اس کے متعلق اور بھی لکھیں گے ؂ گھر کا بھیدی

چندہ خاص اور جماعت احمدیہ

(۱) مکرمی چوہدری عبدالعزیز خان صاحب اسٹنٹ منیجر کوٹ فتح خاں نے احباب کوٹ کا فارم چندہ خاص ارسال کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ملک سلطان محمد خاں صاحب کا وعدہ چندہ خاص تیس فیصدی کی شرح سے ہے۔ اور ان کا اپنا وعدہ بھی اسی شرح سے ہے۔ ان دوستوں نے یک مشت رقم ادا بھی کر دی ہے۔ نیز ڈاکٹر برکت اللہ صاحب اور ماسٹر سلطان محمد خاں صاحب کا وعدہ باشرح ہے۔ اور یک مشت ادا کر دیا ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء

۲۔ جماعت سنور کا فارم چندہ خاص مل گیا ہے۔ اس میں منشی عبدالغفور خاں اور عبدالغنی خاں صاحب کا وعدہ بشرح تیس فی صدی ہے۔ باقی احباب کے وعدے باشرح۔ بعض احباب کے وعدے ابتک لئے نہیں گئے۔

۳۔ جماعت یادگیر دکن سے جو فارم چندہ خاص کا موصول ہوا ہے اسمیں تقریباً تمام احباب کے وعدے ۳۰ فیصدی کے حساب سے ہیں چنانچہ ۳۰ فیصدی دینے والے احباب کے نام یہ ہیں۔ شیخ حسن۔ عبدالحی محمد اسمٰعیل غوری۔ محمد یوسف غوری۔ محمد امیر علی محمد حسین۔ محمد علی گرد آور عبدالقادر پیر محمد معہ شیخ چاند عبدالقادر معہ شیخ امام۔ عبدالغنی رنگریز۔ اکبر حسین محمد اسمٰعیل معہ عبدالرحمٰن۔ عبدالمجید معہ حسین عبدالغنی صاحبان۔ مگر اس سال منافع تجارت پر چندہ خاص کا حساب نہیں بھیجا گیا ہے اس لئے پچھلے سال کی رقم سے یہ رقم بہت کم ہے امید ہے کہ مثل سال گذشتہ کے اس سال چندہ خاص کی رقم جلد پوری کر دی جائے گی۔ (ناظر بیت المال)

معاندین صداقت کا عبرتناک انجام

اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔ کہ انبیاء کے مخالفین کو ایک عرصہ تک مہلت دی جاتی ہے۔ فرمایا۔ ولقد استھزئ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب (رعد ع ۵) میں نے استہزاء کرنے والوں کو ڈھیل دی۔ تاکہ وہ اپنا پورا زور لگا لیں۔ پھر میں نے ان کو پکڑا۔ تو میری گرفت نہایت سخت تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاندین کا بھی یہی حال ہوا۔ بہتوں نے شوخی و شرارت اختیار کی اور کاذب کی موت کو صادق کی صداقت کا نشان قرار دیا چنانچہ وہ اسی کے مطابق مورد غضب الٰہی ہوئے۔ بعضوں نے اس طریق فیصلہ سے احتراز کرتے ہوئے تکذیب و تکفیر کا وطیرہ اختیار کیا۔ اور سب و شتم ان کا پیشہ ہوگیا۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضور نے فرمایا۔ ؎

بدگفتند ز نوعِ عبادت شمردہ اند
در چشمِ شاں پلید تر از ہر مزوّرم

جوں جوں ان کے اعمال کا پیمانہ لبریز ہوتا گیا اور ان کی گستاخی انتہا کو پہنچ گئی۔ خدائے قہار کے غضب کا نشانہ بنتے گئے۔ انہوں نے چاہا۔ کہ ہم اس ثمردار درخت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں۔ مگر خود کٹ گئے۔ انہوں نے اس کو ابتر بنانا چاہا۔ مگر خود ابتر بن گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

منشی پیر بخش اڈیٹر رسالہ "تائید الاسلام" لاہور انہی لوگوں میں سے ایک تھے جن کو ارشاد خداوندی "وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین" کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پر کھڑا کیا گیا۔ انہوں نے اپنے رسالہ کے ذریعہ احمدیت کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا اور جوں جوں ان کے رسالہ کی خریداری بڑھتی گئی۔ ان کی بدزبانی، شوخی اور فتنہ انگیزی میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس مہلت کو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے خلاف پیش کرنے لگ گئے۔ چنانچہ اپنے رسالہ مجریہ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں نہایت شوخی سے لکھا:۔

"ایسے دشمن خدا و رسول و اسلام کا رد کرنا اور اسلام کے اندرونی دشمن کے کفریات کو طشت از بام کرنا میرا کام ہے کیونکہ اس کے واسطے مامور ہوں صدیقی روح مجھ میں کام کر رہی ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے مسیلمہ کذاب کو تلوار سے قتل کرایا تھا اور چونکہ مرزا کاذب نے قلم سے خروج کیا ہے۔ لہذا اس کو قلم سے ہلاک کرنا میرا کام ہے۔ آپ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ اگر مرزا سچا ہوتا۔ تو اس کے دشمن کو خدا اس قدر مہلت کیوں دیتا۔ کہ پندرہ برس سے برابر مفت ہزاروں رسالے تقسیم کر رہا ہے۔ اور مرزا صاحب کی گندم نما جو فروشی ظاہر کر رہا ہے۔ خدا مجھکو ہلاک کرکے مرزا کی حمایت کرتا۔ جس سے ثابت ہے کہ مرزا کا رد کار ثواب ہے۔ اور خدا کی خوشنودی کا باعث" صـ ۱۲

ان الفاظ نے غیور خدا کی غیرت کو بھڑکا دیا۔ وہ جوش میں آئی۔ اور اس نے اپنے "محبوب بندہ" کی صداقت کو دنیا پر واضح کر دیا۔ ہم نے پیر بخش کی اس عبارت کے جواب میں اس کی مہلت کی وجہ بتاتے ہوئے لکھا تھا۔

"اگر مرزا صاحب کی حمایت آپکی ہلاکت پر ہی منحصر ہوتی۔ تو آپ کبھی کے لقمۂ اجل ہو چکے ہوتے" (الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۶ء)

مگر اس کے متعلق قضاء الٰہی جاری ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس کے چند دن بعد ہی اس کا نوجوان اور اکلوتا بیٹا جو شاہ افغانستان کے پاس مکینیکل انجینیر کے عہدہ پر مقرر تھا۔ اور قریباً ایک لاکھ روپے نفع کی امید پر انگلستان گیا ہوا تھا۔ "لقمۂ اجل" ہو گیا۔ اس واقعہ نے بابو پیر بخش کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور اس کا مستقبل تاریک ہو گیا۔ سچ ہے خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ اس کی گرفت سخت ہوتی ہے۔ ؎

ہاں مشو مغرور از حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

بابو پیر بخش کو اس صدمہ کی وجہ سے شدید رعشہ کا مرض ہو گیا۔ قلم پکڑنا تو درکنار۔ منہ میں لقمہ ڈالنا بھی مشکل ہو گیا۔ رسالہ بند کرنا پڑا۔ اور وہ قلم جس پر ناز تھا۔ ہاتھوں سے چھین لیا گیا۔ پندرہ سال کے مطابق پندرہ ماہ کی طویل مرض کے بعد آخر ۲۳ر اپریل ۱۹۲۸ء بروز پیر بخار اور طاعون سے "ہلاک" ہو گیا۔ اِنَّ فی ذالک لعبرۃ لاولی الالباب کیا خشیتِ خدا رکھنے والوں کے لئے یہ نشان کافی نہیں؟ ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

پیر بخش اور اس کے اکلوتے بیٹے کی ہلاکت ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اے کاش سعید الفطرت طبائع اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ خدا تعالےٰ ظالموں اور سرکشوں کو کس طرح بے نشان کر دیتا ہے۔ ایک طرف وہ ہے۔ جس نے کہا۔ ؎

بابرگ و بار ہو ویں * اک سے ہزار ہو ویں

اور دنیا اس کی افزونیٔ نسل کو دیکھ رہی ہے۔ اور دوسری طرف وہ ہیں جنہیں غیرتِ الٰہی نے "خس کم جہاں پاک" بنایا اور ان کا سلسلۂ نسل بھی بند ہو گیا۔ ھل یستویان مثلاً افلا تذکرون ؛

اسی ضمن میں ہم ایک اور معاند احمدیت کی عبرتناک موت کا بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ قصبہ میانی ضلع شاہپور کا بہت بڑا عالم اور پیر گولڑوی کا بازوئے راست مفتی غلام مرتضیٰ احمدیت کا ایک بدترین دشمن تھا۔ یہی وہ مفتی ہے جس نے ہمارے محترم بھائی مولوی جلال الدین صاحب شمس سے ایک تحریری مباحثہ کیا تھا۔ جو "مباحثہ میانی" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس نے بھی احمدیت کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ۷ر جون کے جلسوں کی بھی انتہائی مخالفت کی تھی۔ ۲۹ر جون ۱۹۲۸ء مطابق ۱۰ر محرم حسب دستور اس نے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بہت ہرزہ سرائی کی۔ مگر اس کا پیمانۂ عمل لبریز ہو چکا تھا۔ اس لئے غضب الٰہی نے ہاتھوں ہاتھ پکڑ لیا۔ چنانچہ اسی دن نماز عصر کے بعد سر بازار چلتے ہوئے گر کر ہمیشہ کے لئے پیوند خاک ہو گیا۔ اس کا بھی کوئی بیٹا موجود نہیں فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین

ہمیں ایسے لوگوں کی موت سے افسوس بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ صداقت سے محروم رہ گئے۔ مگر چونکہ ان کی موت بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بنتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے پیاروں کی صداقت کا ایک نشان ہوتی ہے۔ اس لئے ہم اس پر خوش بھی ہوتے ہیں۔ ورنہ ؎

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ عمر ما نیز جاودانی نیست

خاکسار

اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل)

قادیان

غیر مُبایعین کی طرف سے مُقدمہ بازی کا نوٹس

ایڈیٹر و پرنٹر الفضل سے پانچہزار نقد اور غیر مشروط مُعافی کا مُطالبہ

غیر مبایعین جو معہ اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب نہ صرف جماعت احمدیہ کے معزز ارکان کی نسبت بلکہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی شان کے خلاف بھی نہایت ہتک آمیز اور اشتعال انگیز مضامین شایع کرکے جماعت احمدیہ کی بے حد دلآزاری اور تکلیف دہی کا موجب بنتے رہے ہیں۔ "الفضل" میں صرف ایک مراسلت شایع ہونے سے نہایت اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہیں حالانکہ اس مراسلت میں کسی کے ذاتی حالات اور واقعات کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا۔ اور نہ کسی کے کیرکٹر کے متعلق کوئی رازافشا کیا گیا ہے۔ بلکہ مضمون نگار نے نہایت نیک نیتی سے ان واقعات پر بحث کی ہے۔ جو قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ایسے معاملات پر روشنی ڈالی ہے۔ جن کے متعلق دریافت حالات کا قوم کے ہر فرد کو حق حاصل ہے +

اس پر غیر مبایعین کو چاہئیے تو یہ تھا۔ کہ پبلک کی تسلی اور اطمینان کے لئے واقعات سے جواب دیتے۔ اور جن باتوں کو وہ درست نہیں سمجھتے۔ انھیں بدلائل غلط ثابت کرتے۔ لیکن اس کی بجائے انھوں نے نہ صرف "الفضل" کو لائبل کی دھمکی دی ہے۔ بلکہ حسب ذیل نوٹس بھی بھیجدیا ہے۔ جو پیغام صلح میں بھی شایع کیا گیا ہے:۔

"(۱) غلام نبی ایڈیٹر اور (۲) عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر اور پبلشر اخبار "الفضل" قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ "الفضل" مطبوعہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء میں ایک مضمون بعنوان "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کچا چٹھا" شایع ہوا ہے۔ اس مضمون میں آپ نے میرے موکل مولوی محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" لاہور کے خلاف چند الزامات شایع کئے ہیں۔ جن سے مولوی صاحب ممدوح کی شہرت کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ یہ الزامات صاف طور پر لائبل کی حد تک پہونچتے ہیں۔ اس کے لئے میرے موکل مذکور آپ سے پانچہزار روپے بطور تاوان مطالبہ کرتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ مقدمہ بازی پسند نہیں کرتے۔ اس لئے انھوں نے مجھے ہدایت دی ہے۔ کہ آپ سے درخواست کروں۔ کہ آپ تحریراً غیر مشروط معافی ان سے مانگیں۔ اور اپنے نامہ نگار کا نام بھی ظاہر فرمائیں۔ نیز یہ معافی اپنے اخبار میں بہت جلد شایع فرمائیں اگر اس نوٹس سے پندرہ یوم کے اندر آپ اس شرط کو پورا کرنے سے قاصر رہے۔ تو مذکورہ بالا رقم کی وصولی کے لئے دیوانی دعوےٰ آپ کے خلاف دائر کر دیا جائے گا۔ اس صورت میں آپ کو مقدمہ کے دیگر سب اخراجات بھی ادا کرنے پڑینگے اس لئے میں آپ کو یہ نوٹس دیتا ہوں"

(دستخط) شیخ محمد الدین جان۔ ایڈوکیٹ پنجاب ہائیکورٹ لاہور ۱۱ ستمبر ۱۹۲۸ء

یہ نوٹس ماسٹر یعقوب خاں صاحب کی طرف سے ہے۔ جن کا اس مراسلت میں صرف اتنا ذکر ہے۔ کہ

"محمد یعقوب خانصاحب صیغہ اشاعت کے انچارج ہیں۔ ان کے قومی اخبار نے زور کیا۔ اور اس وجہ سے استعفےٰ دیا۔ کہ ان کو ایک اسلامیہ ہائی سکول سے ساڑھے تین صد روپیہ کی ملازمت ملتی ہے۔ یہ ایک چال بازی تھی۔ وہ ایک مڈل سکول تھا جس کے منتظمین خانصاحب کو عارضی طور پر چند ماہ کے لئے مانگتے تھے۔ اس دروغگوئی اور استعفیٰ کی دھمکی سے خانصاحب کی تنخواہ مولوی صاحب نے ایک صد روپیہ دو اقساط میں بڑھادی" +

اس حصہ کے سوا مراسلت کے باقی تمام واقعات کا اس نوٹس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور یہ نوٹس بھی صرف "الفضل" کو ہی دینے کی تکلیف گوارا کی گئی ہے۔ معزز معاصر "الخلیل" میرٹھ جس میں یہی مراسلت "الفضل" سے بھی پہلے شایع ہو چکی ہے۔ اور "الفضل" کی نسبت اس میں بعض واقعات نہایت واضح الفاظ میں درج ہیں۔ اسے نوٹس دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس مراسلت کو مقدمہ بازی کے لئے ایک بہانہ بنایا گیا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ "الخلیل" اسی مراسلت کو شایع کرے۔ تو اس سے ماسٹر یعقوب خاں صاحب کی ہتک نہ ہو۔ اور "الفضل" اس مراسلت کو اس کے بعض الفاظ حذف کرکے شایع کرے۔ تو اس سے ماسٹر صاحب کی "شہرت کو سخت صدمہ پہونچے"!

اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ پہلے دلائل کے میدان میں شکست فاش کھا کر الزام تراشی اور بہتان سازی کی دلدل میں کود رہے تھے۔ اور خوب زور شور سے غلاظت کے چھینٹے اڑاتے رہے لیکن جب اس طرح بھی انھوں نے اپنی کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ اور ذلت و رسوائی کے سوا ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ تو اب مقدمہ بازی شروع کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس سے قبل بڑی مہربانی سے "الفضل" کے ایڈیٹر اور پرنٹر سے "غیر مشروط معافی" کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اگر بعض ایسے واقعات اور حالات کے متعلق جنھیں غیر درست قرار دینے کے لئے ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں۔ ہم سے غیر مشروط معافی کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ تو کیا غیر مبایعین خود اسی طرح معافی مانگنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ان واقعات کے متعلق جو اس مراسلت میں درج ہیں۔ بدلائل ہمیں اطمینان دلا دیا جائے۔ تو ہم بڑی خوشی سے مراسلت کی تردید شایع کر دینگے کیونکہ ہماری غرض صحیح واقعات پیش کرنا ہے۔ کسی کے متعلق خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا کرنا منظور نہیں۔ لیکن اس پر ہمیں بھی حق ہوگا کہ غیر مبایعین سے ان باتوں کے متعلق معافی طلب کریں۔ جو ان کی طرف سے ہماری جماعت اور ہمارے امام کے خلاف شایع ہوتی رہتی ہیں۔ پس ہم اس طریق فیصلہ کے لئے بخوشی تیار ہیں بشرطیکہ غیر مبایعین خود بھی تیار ہوں +

156

مخلوطیوں کیلئے تازیانۂ عبرت

ہر وہ شخص جسے مسلمانوں کی ہر حیثیت سے درماندہ اور پسماندہ حالت کا کسی قدر علم ہے۔ اور جس نے کبھی ان کی اندرونی اور بیرونی کمزوریوں کو اپنی قوتِ فکر اور بصیرت کے سامنے رکھکر ان کی آئندہ سیاسی حالت اور قومی زندگی کے متعلق غور کیا ہو۔ وہ ایک ادنےٰ تعمق و غور سے بآسانی اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے۔ کہ ہندو قوم کے مقابلہ میں جو نہایت ہوشیار سمجھدار اور منظم واقع ہوئی ہے۔ اور جو موقعہ شناس ہونیکے علاوہ من حیث القوم اقتصادی تعلیمی۔ اجتماعی غرضیکہ ہر رنگ میں مسلمانوں سے بہت آگے بڑھی ہوئی ہے مسلمانوں کا کامیاب ہونا نہایت مشکل امر ہے۔ چنانچہ اسکی تازہ مثال میانوالی میونسپلٹی کا حالیہ انتخاب ہے۔ میانوالی میونسپلٹی تین وارڈوں میں منقسم ہے۔ وارڈ نمبر ۳ میں تقریباً ۹۰۰ ہندو ووٹر ہیں۔ اور پونے چھ سو ووٹ دہندگان مسلمان ہیں۔ ہر وارڈ میں انتخاب دونوں قوموں کا مخلوط طور پر ہوتا ہے۔ وارڈ نمبر ۳ میں زیادہ تر تعلیم یافتہ تجارت پیشہ ساہوکار وکلاء اور دیگر سربرآوردہ ہندو آباد ہیں۔ حال ہی میں بتاریخ ۳ ستمبر ۱۹۲۸ء انتخاب ممبران ہوا۔ اس وارڈ سے ۵ ہندو اور ایک مسلمان امیدوار میونسپل انتخاب کیلئے کھڑے ہوئے۔ چونکہ ہندو پانچ تھے اور مسلمان ایک تھا۔ اور دونوں قوموں کے ووٹوں کی تعداد کے لحاظ سے اگر ایک سے زائد مسلمان امیدوار بھی کھڑے ہوتے۔ اور ان کو یقین ہوتا کہ مسلمانوں کی ووٹیں ہندو امیدواروں کے حق میں نہیں جائینگی۔ تو وہ بآسانی کامیاب ہو سکتے تھے۔ لیکن پہلے سے ہی اس امر کا اندیشہ تھا۔ کہ چونکہ ہندو امیدواران سب کے سب ساہوکار حیثیت دار با رسوخ ہیں۔ اور مسلمان ووٹروں کا ایک بڑا حصہ مقروض اور ان کا دست نگر ہے۔ اس لئے صرف ایک مسلمان امیدوار کھڑا ہوا۔ مگر وہ ایک مسلمان بھی نہایت مشکل سے کامیاب ہوا کیونکہ تقریباً ۵۰۰ ووٹ جو مسلمانوں نے دیئے۔ ان میں سے صرف ۲۸۰ ووٹ